الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۱۳/ جون ۱۹۹۷ء شمارہ ۲۴

۷/ صفر ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۳/ احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھہر جاوے

"انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گناہوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ یہی نہیں کہ اس کو پاک کر دے گا بلکہ وہ اس کا متکفل اور متولی بھی ہو جائے گا۔ اور اسے خبیثات سے بچائے گا۔ " الخبیثات للخبیثین " کے یہی معنے ہیں۔ اندرونی معصیت، ریاکاری، عجب، تکبر، خوشامد، خودپسندی، بدظنی اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خباثتوں سے بچنا چاہئے۔ اگر اپنے آپ کو ان خباثتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پاک و مطہر کر دے گا۔

مگر ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھ لے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے اور اس کے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہنچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اس کا حق ہے کہ گداز ہو جاوے۔ بیٹھ کر، سجدہ میں، رکوع میں، قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت میں اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راست باز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغناء ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنا چاہتا ہے"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷)

خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں۔ نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر خدا کے ساتھ باندھ دیں۔ کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے

جوں جوں جلسہ کا وقت قریب آ رہا ہے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے

جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے۔ سب سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ وہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اسے عطا کرنیوالا ہاتھ بنائیں

خلاصہ خطبہ جمعہ۔ ۳۰/ مئی ۱۹۹۷ء

لندن (۳۰/ مئی) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس سال کے ختم ہونے میں چند ماہ رہ گئے ہیں۔ اور اس صدی کے اختتام میں چند سال رہ گئے ہیں۔ حضور نے اس سال کی بعض ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی جن کا بالآخر اگلی صدی پر دیر تک اثر پڑے گا۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت میں تبلیغ کے میدان بہت وسیع ہو گئے ہیں۔ وہ باتیں جن کا پہلے خواب و خیال میں بھی تصور نہیں ہو سکتا تھا اب حقیقت کی باتیں ہیں۔ اتنی تیزی سے خدا نے پیمانے بدلے ہیں اور اس تیزی سے ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں کہ ساتھ ساتھ یہ بتانا پڑتا ہے کہ اگر قرآن کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کریں گے تو ان پھیلتے ہوئے سلسلوں کو سمیٹنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ساری دنیا کے

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ ۲۴/ مئی ۱۹۹۷ء :

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی کے دورہ پر تشریف لے جانے کی وجہ سے مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن نے بچوں کی کلاس لی۔ احمدیہ کیلنڈر میں ۲۶ اور ۲۷/ مئی کی اہمیت کے پیش نظر مکرم امام صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی وفات کے متعلق پیشگوئیوں اور آپ کے لاہور کے آخری ایام میں 'پیغام صلح' کی تصنیف، اسی طرح رسالہ 'الوصیت' کی تصنیف پر وضاحت سے روشنی ڈالی اور آخر میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین ایک دینی معلوماتی کوئز کا پروگرام بھی ہوا۔

اتوار، ۲۵/ مئی ۱۹۹۷ء :

آج انگریزی دان افراد کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب دکھائی گئی جس میں تین انگریز مرد اور ایک انگریز خاتون نے شرکت کی۔ ان کے سوالات اور حضور انور کے جوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

☆اسلام کے نام پر قتل کیوں ہو رہے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ یہ حرکات کرتے ہیں مذہب کے ارتقاء کے لئے نہیں بلکہ وہ مذہب کو بہانہ بنا کر اپنے خود غرضانہ مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مذہب کی expoitation اپنے اقتدار کا سکہ جمانے کے لئے کی جاتی ہے۔ تاریخی جائزہ اس بنیادی وجہ پر شاہد ہے۔

☆انگریز خاتون کا سوال تھا کہ یہودیت میں عربوں نے کوئی کشش نہ پائی لیکن حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا؟

حضور انور نے جواباً فرمایا کہ قبل اسلام عرب میں عیسائیوں کی بڑی تعداد موجود تھی جو توحید پر ایمان رکھتے تھے۔ پہلی صدی میں ہی ایک کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو نصرانی کا نام دیا یعنی جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی پکار 'من انصاری الی اللہ' کا مثبت جواب دیا اور اب یہ لوگ یونیٹیرین اور نصرانی بھی کہلاتے ہیں۔

وہ بارہ حواری جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود تربیت دی تھی وہ یہودیت پر ایمان رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے۔ وہ عیسائیت جو روم میں رونما ہوئی وہ سینٹ پال کے دماغ کی اختراع تھی۔ عرب میں خالص عیسائیت تھی اور ان ہی میں سے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

☆اسلام کے مطابق زندگی کا مقصد کیا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر تمام مذہب خدا کی طرف سے ہیں تو مقصد زندگی میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے تمام مذاہب کا بنیادی اصول ایک خدا کی عبادت اور کسی کو اس کا شریک نہ سمجھنا ہے۔ حضور انور نے لفظ 'عبد' کے مختلف معانی کی وضاحت فرمائی۔

☆اسلام یوفرنیزیا کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

حضور نے اس اہم مسئلے کو نفسیاتی طور پر سمجھانے کی کوشش فرمائی کہ بادشاہت خدا کی ہے اور زندگی بھی خدا کی عطا کردہ ہے۔ دنیاوی قوانین میں بھی خودکشی منع ہے اس لئے زندگی جو خدا کی عطا کردہ ہے صرف وہی اسے واپس لینے کا حق رکھتا ہے۔

☆جو مسلمان convert ہوتا ہے اسے موت کی دھمکی کیوں دی جاتی ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ملاؤں کا گھڑا ہوا عقیدہ ہے۔ قرآن مجید تو یہ فرماتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان ہو کر مرتد ہو جاتا ہے اور پھر مسلمان ہو کر مرتد ہو جاتا ہے اگر وہ کافر ہونے کی حالت میں مرتا ہے تو خدا اسے سزا پائے گا۔ کسی انسان کو سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

☆انسان کو لمبی لمبی مصائب کا سامنا کیوں رہتا ہے؟

حضور نے فرمایا suffering کے اس مسئلہ کو تمام مذاہب نے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ جلد ہی میری ایک کتاب چھپ جائے گی جس میں اس مسئلے کی اچھی طرح وضاحت کی گئی ہے۔ اس کی اشاعت پر آپ اسے حاصل کر کے مطالعہ کریں۔

☆ایک صاحب جو ہومیو پیتھ تھے، انہوں نے کہا کہ اگر جسم کے عضو میں تبدیلیاں شروع ہو جائیں تو ہومیو پیتھی کچھ نہیں کر سکتی۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

تجھ پہ واجب ہے دعوت وارشاد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ پھر بڑے زور اور قوت کے ساتھ احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو اور خصوصیت سے مغربی ممالک کے احمدیوں کو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے فریضہ کی انجام دہی کی طرف توجہ دلائی ہے اور قرآن مجید اور حضرت رسول مقبول ﷺ کے حوالہ سے اس کی اہمیت وفرضیت کو اجاگر کرتے ہوئے خصوصیت سے تمام امراء اور ان کی مجالس عاملہ کو ہدایت فرمائی ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے دلوں میں الہام کر رہے ہیں اور جابجا حیرت انگیز نشانات کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کو دنیا پر آشکار فرمارہے ہیں۔ بہار کے اس موسم میں جبکہ ہر طرف مخلص فدائی احمدی داعیان الی اللہ کو کوششیں پھل لا رہی ہیں، کسی کا دعوت الی اللہ نہ کرنا یا اس کا بے پھل کے رہنا نہایت ہی تکلیف دہ امر ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں ان وجوہات کی نشان دہی بھی فرماتے ہیں جو دعوت الی اللہ کے ثمرات کے حصول میں روک ہیں اور پھر ان کے دور کرنے کے لئے بھی رہنمائی فرماتے ہیں۔ جہاں جہاں ان ہدایات کو سن کر پورے اخلاص اور محنت اور انکسار اور دعاؤں کے ساتھ ان پر عمل کی کوشش کی جاتی ہے وہاں حیرت انگیز طور پر غیر معمولی حالات میں ایسی کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں جن سے ان داعیان کے ایمان کو بھی ایک تقویت نصیب ہوتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر تبلیغ میں منہمک ہو کر اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنتے ہیں۔

آج سے چند سال قبل جب حضور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر عالمی بیعت کی تحریک شروع فرمائی تو اس وقت تک ساری دنیا سے بیعتوں کی کل تعداد چند ہزار سالانہ تھی۔ لیکن اس تحریک کی برکت سے ہر سال لاکھوں میں بیعتیں ہونے لگیں۔ دو سے چار، چار سے آٹھ، اور آٹھ سے سولہ لاکھ تک بات پہنچ گئی۔ اور اب کے سال ٹارگٹ ۳۲ لاکھ سے زائد کا ہے۔ بظاہر یہ بہت بڑا ٹارگٹ ہے لیکن اس سے پہلے ٹارگٹ بھی تو بظاہر ناممکن ہی دکھائی دیتے تھے مگر جب اور جہاں جہاں اللہ پر توکل کرتے ہوئے، امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے داعیان الی اللہ نے کوشش کی، خدا تعالیٰ نے ان عاجزانہ مساعی کو اتنا نوازا کہ ان کوششوں کو ان ثمرات ونتائج سے کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔

اب جبکہ جلسہ سالانہ میں دوماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے ہمارا فرض ہے کہ تبلیغ ودعوت الی اللہ کی مہم کو تیز تر کر دیں۔ وہ جو ابھی تک اس میدان میں نہیں آئے وہ بھی اللہ کا نام لے کر اس جہاد میں مصروف ہو جائیں۔ ہر مرد، عورت، چھوٹا بڑا اسے اپنی زندگی کا لازمہ بنالے کہ اس نے دعائیں کرتے ہوئے خدا کی خاطر لوگوں کے دل جیتنے ہیں اور انہیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے دین، اسلام میں داخل کرنا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ر جون میں ایک دفعہ پھر بڑی تفصیل سے ان مختلف ذرائع کی نشان دہی فرمائی ہے جنہیں اختیار کر کے ہم اپنی تبلیغ میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ تمام امراء جماعت و صدر صاحبان یہ خطبہ سنتے ہی اس پر عمل در آمد کے لئے کمربستہ ہو کر نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ ان ہدایات کی روشنی میں دعوت الی اللہ کے کام کو منظم طور پر آگے بڑھانے کے لئے متحرک اور فعال ہو چکے ہونگے۔ تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر اللہ تعالیٰ سے ان کوششوں کے مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے اپنی عاجزانہ دعاؤں میں بھی پوری ہمت اور طاقت صرف کریں تو بعید نہیں کہ اس سال پھر جماعت احمدیہ عالمگیر گزشتہ سال کی بیعتوں سے دوگنا سے بھی زیادہ بیعتیں حاصل کر سکے۔ اللھم زد و بارك.

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب ذیل ولولہ انگیز اشعار میں تمام احمدیوں کے لئے ایک زبردست پیغام ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

احمدی ! اٹھ کہ وقت خدمت ہے
یاد کرتا ہے تجھ کو رب عباد

شکر کر شکر یاد کرتا ہے
گدگداتی تھی دل کو جس کی یاد

خدمت دیں ہوئی ہے تیرے سپرد
دور کرتا ہے تو نے شر و فساد

تجھ پہ ہے فرض نصرت اسلام
تجھ پہ واجب ہے دعوت و ارشاد

خدمت دیں کے واسطے ہو جا
ساری قیدوں کو توڑ کر آزاد

دشمن حق ہیں گو بہت لیکن
کام دے گی انہیں نہ کچھ تعداد

کفر و الحاد کے مٹانے کی
حق نے رکھی ہے تجھ میں استعداد

فتح تیرے لئے مقدر ہے
تیری تائید میں ہے رب عباد

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ:۔ **مختصرات**

حضور انور نے فرمایا کہ مردہ عضو کا علاج نہیں ہو سکتا لیکن دفاعی نظام کو حرکت میں ضرور لایا جا سکتا ہے۔ ہومیو پیتھی کا پیغام روح کو دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے دلچسپ تجربات کا بھی ذکر فرمایا۔

سوموار، ۲۶ر مئی ۱۹۹۷ء :

آج ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۲۹ جو ۲۶ر جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ آج اس کلاس میں حضور انور نے کالکیم کے بہت سے فوائد مثلاً گردوں پر دباؤ اور سوزش، آواز کے تاروں کا فالج جو تدریجاً ہوتا ہے اور ڈپتھیریا کے فالج کا بھی انٹی ڈوٹ کالکیم ہے۔ حضور انور بار بار توجہ دلاتے ہیں کہ انفرادی طور پر ہر دوا کے خواص کا سمجھنا از حد ضروری ہے۔ فاسفورس اور سلیشیا کے استعمال میں محتاط رہنے کا مشورہ بھی دیا۔

منگل، ۲۷ر مئی ۱۹۹۷ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کی لندن میں عدم موجودگی کی وجہ سے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۹ جو ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ اس کلاس میں سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ سے ۲۶۰ زیر ترجمہ وتفسیر آئیں۔

آیت نمبر ۲۵۶ کی تفسیر کے دوران حضور انور نے سائنسدانوں کی آج تک کی تحقیقات کے نتائج کو 'و لا یحیطون بشیء من علمه الا بما شآء' کی روشنی میں بہت محدود قرار دیا۔ کرسی سے مراد حکومت اور علم اور خدا کی بادشاہی کا تخت ہے جو ساری دنیا پر حاوی ہے۔ قرآن کریم نے انرجی کے منبع کو اذن الٰہی قرار دیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا آیت کا یہ حصہ بہت گہرا اور عظیم ہے اس پر غور کرتے رہنا چاہئے۔

آیت نمبر ۲۵۸ میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے دوستی کا ثبوت انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کا پیش کرتا ہے۔ اس لئے جو لوگ روشنی میں ترقی نہیں کرتے انہیں فکر کرنی چاہئے۔

آیت نمبر ۲۵۹ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زبردست اور کامیاب فن مناظرہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا کہ وہ اتنا قوی ہوتا تھا کہ دشمن کی کوئی پیش نہیں جاتی تھی۔

بدھ، ۲۸ر مئی ۱۹۹۷ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۰۰ نشر کی گئی جس میں سورۃ القصص کی آیات ۲۳ تا ۳۹ کا ترجمہ اور تفسیر بیان ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مقام مدین پر جن شعیب کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام ٹھہرے اور جن کی ایک بیٹی سے شادی ہوئی وہ نبی حضرت شعیب نہیں تھے بلکہ ایک عام فرد تھے۔ حضور انور نے مقام الطور پر آگ کی رویت اور الٰہی آواز کی حقیقت اور ہاتھ کی چمک اور لاٹھی کے سانپ بن جانے کے معجزات کی عارفانہ تفسیر سے سامعین کو نوازا۔

جمعرات، ۲۹ر مئی ۱۹۹۷ء :

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۳۰ جو ۸ر اگست ۱۹۹۴ء کو لی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ آج کی کلاس میں فاسفورس کے کثیر التعداد فوائد زیر بحث آئے۔ حضور انور نے فرمایا فاسفورس گہرا اثر رکھنے والی دوا ہے۔ دماغ اور ہڈیوں کے گودے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ فاسفورس کا تعلق اعصابی ریشوں اور اندھے پن سے بھی ہے۔ سل اور دماغ کے ٹیومر میں اونچی پوٹینسی خطرناک ہو سکتی ہے۔ الیمو بچے فاسفورس کی تصویر ہیں۔ اپریشن کے بعد کی بے قابو متلی میں فاسفورس چوٹی کی دوا ہے۔ یہ نیٹرم میور اور ایتھر کا انٹی ڈوٹ بھی ہے۔ حضور انور نے علاوہ تجربات کی تفصیلات کے فرمایا کہ فاسفورس کو اس کے اندرونی مزاج سے پہچانیں نہ کہ ظاہری باتوں سے۔

جمعۃ المبارک، ۳۰ر مئی ۱۹۹۷ء :

آج اردو دان احباب حضور انور سے ملاقات کے لئے سٹوڈیو میں تشریف لائے ہوئے تھے اور پروگرام کے مطابق حضور انور نے ان کے مندرجہ سوالات کے مدلل جوابات ارشاد فرمائے جو قارئین کے استفادہ کے لئے مختصراً درج ذیل ہیں :

☆ کیا قیامت آناً فاناً آئے گی یا ایک تدریجی واقعہ ہوگا؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آناً فاناً آئے گی۔

☆ ایک صاحب نے کہا کہ ایک غیر احمدی دوست یہ کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود حج کریں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

حضور نے برجستہ فرمایا کہ پوری حدیث تو پڑھ لی ہوتی۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ دجال بھی پیچھے پیچھے ہوگا حالانکہ دجال کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ مسیح موعود کے حج سے روحانی حج مراد ہے۔ یعنی مسیح موعود اور ان کی جماعت حج کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوششوں میں مصروف رہیں گے اور تمام غیر اسلامی دجالی طاقتیں ان کی کوششوں کو ناکام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گی۔ اس لئے اگر حج کے ظاہری معنے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دجال بھی حج کرے گا۔

☆ جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کے انعامات اور افضال کی شب وروز بارش نازل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'لئن شکرتم لا زیدنکم'، ہم کس طرح سے خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہونے کا حق ادا کریں۔ حضور نے فرمایا کیا خدا تعالیٰ ہمیں بڑھا نہیں رہا؟ کثرت سے احمدی شکر گزار ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس قول پر گواہ ہیں کہ تم شکر میں بڑھو اور میں برکتیں بڑھاتا جاؤں گا۔ ظاہر ہے کہ شکر ہو رہا ہے۔

☆ کہا جاتا ہے کہ نماز میں قرآن مجید کی آیات میں ترتیب نہ رکھنا مکروہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کہیں بھی اس بات کو مکروہ قرار نہیں دیا گیا عقل پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ترتیب کے مطابق مستحسن ضرور ہے۔ حضور نے تفصیل کے ساتھ بحث فرمائی اور قوی دلائل سے ثابت کیا کہ یہ اعتراض بودا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ بقرہ آخر میں نازل ہوئی اور قرآن مجید کے شروع میں رکھی گئی ہے۔ اسی طرح آخری 'قل' شروع میں نازل ہوئے اور آخر میں رکھے گئے ہیں۔

مذہب، فلسفہ، سائنس اور پھر مذہب

قرآن مجید کے مطالعہ کی روشنی میں

(پروفیسر سعود احمد خان۔ ربوہ)

تیسری قسط

اسلام نے فلسفہ کے quest of knowledge یعنی تلاش معرفت اور سائنس کے evolution یعنی ارتقاء کی بھی تصدیق کی۔ نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کی درجہ بندی ایک مسلسل جدوجہد ہے جو تاحیات جاری رہتی ہے جس میں فلسفہ کے Scepticism یعنی تشکیک کے اور سائنس کے Idealism یعنی تخیلاتی نظریات کے گورکھ دھندے کا بھی علاج موجود ہے۔ اور راضیة مرضیة کہہ کر بتادیا کہ عبودیت اور جنت کے راستوں کی وہ منزل انسان کے لئے کیا ہے جہاں سے اطمینان کے ساتھ لامحدود حقیقت مطلقہ سے درجہ بدرجہ وصال کا سفر جاری رکھا جاسکتا ہے۔

مذہب میں ہیروازم

جس طرح مادی دنیا میں بھی بڑے لوگ ہوتے ہیں اور اپنے اپنے میدانوں اور دائرہ کار میں ان کو ہیرو گردان لیا جاتا ہے اور افسوس کہ وہ تہذیب کے لئے بجائے ترقی کے بسا اوقات تباہی کا باعث بھی بن جایا کرتے ہیں۔ روحانی میدان کے بھی ہیرو ہوتے ہیں جو صفحہ عالم پر تعمیری نقش دوام چھوڑ جاتے ہیں۔ یعنی نفس مطمئنہ ہمیشہ ایک تہذیب کے خاتمہ پر نئی تہذیب کی داغ بیل ڈال دیتے ہیں جو پہلے سے بہتر ہوتی ہے۔ تہذیب انسانی کے عروج وزوال کے بارے میں عظیم مؤرخ ٹائن بی کے نظریہ کا پہلے ذکر ہو چکا۔ اس مقام پر مذہب، فلسفہ اور تاریخ آپس میں مل جاتے ہیں اور Historiography یعنی فلسفہ تاریخ کے ہیروازم کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ نفس مطمئنہ ہیروازم کی وہ سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ عظیم انسان پیدا ہوتے ہیں جو حالات کا رخ بدل دیتے ہیں نہ کہ ہمیشہ حالات کسی ہیرو کے کردار کو ڈھالنے کا موجب ہوتے ہیں۔ حالات کے بنائے ہوئے ہیرو تو انسان ہوتے ہوئے خدا کا روپ دھارنے کی خواہش اور کوشش میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا پھر ان کے پیروکار ان کو ایسا بنا دیتے ہیں۔ انیسویں صدی کا برطانوی دانشور کارلائل ایسے ہیرو کے بارے میں کہتا ہے:

That was imperfect enohgh

یعنی یہ ناقص وجود ہرگز بڑائی کے قابل نہیں۔ ہاں بڑائی کے لائق کون ہے۔ کہتا ہے:

The most precious gift that heaven can give to earth, a man of genius ...... sent down from the skies with God's message to us.

(Hero worship. Everyman's Library Dant-London 19. p.278)

یعنی آسمان کا زمین کے لئے بیش بہا تحفہ ایک محیر العقول صلاحیتوں کا حامل وجود جو آسمان سے خدا کا پیغام ہمارے لئے لاتا ہے۔

اس کی بڑائی کا راز اس کی مقناطیسی فیض رساں شخصیت میں ہوتا ہے جو دلوں کو موہ کر اپنے متبعین میں بھی اپنی فعالیت کا رنگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور بنجر زمین بھی نشوونما کی صلاحیت سے ہمکنار ہو کر انقلاب آفرین ہو جاتی ہے۔ کارلائل کہتا ہے:

"عرب قوم کے لئے یہ (ظہور محمدی ﷺ۔ ناقل) تاریکی سے روشنی میں پیدا ہونے والا واقعہ تھا۔ عرب کا ملک اسی کی بدولت تاریخ عالم میں پہلی بار بیدار ہوا۔ ایک مفلوک ونادار گلہ بانوں کی قوم جو ابتدائے آفرینش سے اس کے صحراؤں میں اغیار سے بیگانہ گھومتی پھرتی تھی۔ ہاں ایسی ہی انجانی قوم میں ایک ہیرو Prophet یعنی اولوالعزم پیغمبر ایک ایسے کلام کے ساتھ مبعوث ہوا جس کو قبول کرنے میں ہی ان لوگوں کو بن آئی۔ دیکھو۔ بے کس ونا آشنا دنیا میں صاحب امتیاز ہو گئے۔ چھوٹے لوگ عالمگیر سطح پر عظیم المرتبت بن گئے۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ میں پہنچے تو دوسری طرف دہلی ان کا زیر نگین تھا۔ شجاعت اور شان و شوکت کے جلو میں عرب کی محیر العقول صلاحیتوں کی ایک چمک صدیوں پر محیط دراز عرصہ تک زمین کے ایک بڑے حصہ کو منور کرتی رہی۔ ایمان واقعی ایک عظیم زندگی بخش قوت ہوتا ہے۔ جونہی کسی قوم کو ایمان نصیب ہوتا ہے اس کی تاریخ بے بہا ثمرات سے مالامال روح پرور ہو جاتی ہے۔ یہ عرب قوم ایک شخص محمد (ﷺ۔ ناقل) کے طفیل ایک صدی میں کیا سے کیا ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے آگ کی ایک چنگاری ہاں صرف ایک چنگاری ایک ایسے خطہ پر اتری جو تاریکی میں ڈوبا ہوا دنیا سے الگ بیگانہ ریگستان تھا۔ لیکن دیکھو وہی ریت بارود بن گیا جو دہلی تا غرناطہ اپنی کرنیں زمین سے آسمان تک پھیلاتا چلا گیا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ایک عظیم انسان ہمیشہ آسمان سے برق کی مانند اترتا ہے۔ اور باقی افراد گویا ایندھن کی طرح اس کے منتظر ہوتے ہیں جو اس کی آگ میں جل کر خود بھی شعلہ زن ہو جاتے ہیں"۔

حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ سائنسی تحقیق کے جدید دور کا آغاز

یہ ہے وہ عظیم ہیرو انسان جس نے علم و عرفان کی شمعیں جلا کر دنیا کو وہ تہذیب دی کہ اس کے زیر اثر کائنات کے سربستہ راز واشگاف کرنے کے لئے تحقیق و جستجو کے دروازے کھل گئے۔ اس میں شک نہیں کہ آج علوم انسانی نے مادیت کا رنگ اختیار کر لیا ہے پھر بھی علم کے دلدادہ انسان کے قدم توہماتی جہالت کی طرف نہ لوٹے کیونکہ تسخیر کائنات کے لئے الٰہی مشن کے منصوبے کا اعلان ہو چکا تھا۔ گویا تہذیب و تمدن میں سائنسی تحقیق کے جدید دور کے بانی ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ انبیائے ماسبق آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ اور اسی طرح دوسرے علاقوں میں رام، کرشن، مہاویر، بدھ، کنفیوشس، زرتشت علیہم السلام گم گشتہ راہ لوگوں کو پھر سے اس خدائے رب العالمین سے ملانے کے لئے سامان کرتے رہے جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کے اسرار ورموز کی کنجیاں ہیں اور ان انبیاء کی بدولت فرادیٰ فرادیٰ تہذیب و تمدن کی شمعیں مختلف زمانوں اور علاقوں میں روشن ہوتی رہیں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالمگیر سطح پر رسول عربی النبی الامی محمد ﷺ یہ اعلان کرنے کے لئے جلوہ افروز ہوئے:

﴿ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیٰما و قعوداً وعلٰی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔ ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار﴾ (آل عمران: ۱۹۱، ۱۹۲)

یعنی آسمان وزمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آگے پیچھے ہونے میں عقل مندوں کے لئے یقیناً کئی نشانات موجود ہیں۔ وہ عقلمند جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور وفکر سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے اس عالم کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا تو ایسے بے مقصد کام سے پاک ہے۔ پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

آپؐ نے بتایا کہ ذکر الٰہی کے بغیر کائنات پر تفکر کا انجام خسران و تباہی ہے۔ اس سے پہلے جو قومیں بغیر ذکر الٰہی کے اس راہ پر چلیں ان کا کیا انجام ہوا۔

﴿فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین﴾

(آل عمران: ۱۳۸)

دنیا میں پھر کر دیکھو یعنی تاریخ عالم کا مطالعہ کرو اور عبرت کا نظارہ کر لو کہ آیات الٰہیہ کا انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے تفکر فی خلق السماوات کے ساتھ "یتلوا علیہم آیاتہ" (سورہ جمعہ) کے تحت اس تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ڈھونڈنے کا گر سکھایا اور اس کے ساتھ (یزکیہم) یعنی ان کا تزکیہ نفس کیا۔ کیونکہ یہی صحیح راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں فرمایا ہے "واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ" (البقرہ: ۲۸۳) یعنی تقویٰ کے ساتھ تم کوشش کرو اللہ تم کو بھٹکنے نہ دے گا۔ صحیح علم کی راہیں سمجھائے گا۔ تقویٰ کیسے حاصل ہو۔ فرمایا "یعلمہم الکتاب والحکمة" (سورہ الجمعہ) یہی تم کو کتاب یعنی قرآن کریم کے ساتھ حکمت بھی سکھاتا ہے۔ گویا آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کے ذریعہ اعمال صالحہ بجالانے کی تعلیم دی جو دینی تقاضوں کے ساتھ حکمت بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ نے ذکر اللہ کے ساتھ تفکر فی السماوات والارض کے لئے ایسی تعلیم دی کہ کیا عرب کے بدو اور کیا فارس اور وسط ایشیا کے جنگجو ایرانی و تورانی ترک اور کیا چین کے خونخوار منگول سب اسلام کے نور سے اپنے دل ودماغ کو منور کر کے کئی سو سال تک دنیا کے معلم بن کر رہے اور دنیا میں پہلی بار اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پاک کہ علم یا تو علم الادیان ہے یا علم الابدان کے مطابق دینی اور دنیوی علوم کے درمیان ہم آہنگی قائم کر کے دکھادی جس کا فقدان ذہنی انتشار کے علاوہ کئی بار انسانی خون کی ارزانی پر بھی منتج ہوتا رہا ہے۔ ایک طرف علم الادیان شریعت کا رکھ رکھاؤ تو دوسری طرف علم الابدان فزیکل سائنسز کی چاٹ تھی۔ اور دونوں میدانوں میں توازن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں مذہب کی فلسفہ اور سائنس کے ساتھ ایسی مخاصمت دکھائی نہیں دیتی جیسی خونچکاں داستانوں سے عیسائیت کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ بلکہ اس کے نتیجہ میں عیسائیت میں بھی فزیکل سائنسز کا مقابلہ کرنے کی سکت پیدا ہو گئی۔ تھامس ایکیوناس نے اپنی کتابوں میں امام غزالی رحمہ اللہ علیہ سے استفادہ کر کے ان کے صفحے کے صفحے نقل کر ڈالے۔ اور اس کی وجہ سے یورپ میں بھی Scholasticism یعنی دینیات کے نئے علم کلام نے جنم لیا اور وہاں بھی فلسفہ کے مقابلہ کی تاب پیدا ہوئی۔ افسوس انہوں نے مسلمانوں کی خوشہ چینی تو کی لیکن اسلام سے تعصب نہ چھوڑا اور اس کے نتیجہ میں ان کو ذکر اللہ کی دولت نصیب نہ ہوئی۔ ادھر مسلمان مذہبی تفرقہ بازی میں ایسے مبتلا ہوئے کہ شادابی علم سے بھی محروم ہو گئے اور نور فراست ہی جاتا رہا۔

تعلیمات قرآنی اور اسوۂ محمدی کا لامتناہی فیضان

ایسے ہی آنے والے زمانے کے لئے یہ مژدہ بھی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سنادیا تھا کہ عالمگیر نظام علم و عرفان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں قائم ہو چکا ہے اس لئے "فی الامیین رسولا" (سورہ الجمعہ)۔ عرب کے امیوں کا رسول ہی عالمگیر ہادی آخرین کا بھی نبی قرار دیا گیا جس طرح عرب کے امیین میں آپ نے علم و حکمت کے چشمے جاری فرمائے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "و آخرین منہم لما یلحقوا بہم" (سورہ الجمعہ)، یعنی یہ نبی آخری زمانے کے لوگوں کے لئے بھی ہدایت بہم پہنچائے گا۔ جو ابھی امیین سے نہیں ملے یعنی دونوں میں بعد ہے زمانی لحاظ سے عربوں کے قریب اور نہ مکانی لحاظ سے۔ جب صحابہ نے اس پیش گوئی کے ظہور کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ایک غیر عرب صحابی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "من ھٰؤلاء" یعنی وہ عرب نہیں فارسی الاصل ہوگا۔ اور میری اتباع میں اور اطاعت میں میری طرح آیات اللہ کے ذریعہ لوگوں کا تزکیہ نفس کرے گا۔ اور ایمان کو جو اتنی دور جیسے ثریا ستارہ ہے دنیا سے اٹھ جائے گا یعنی کائنات پر غور وفکر بغیر ذکر اللہ کے ہوگا۔ اس وقت میرا نائب پھر ان دونوں کو ہم آہنگ کر دے گا۔ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم کی راہ دکھلائے گا۔ انسان کو جو مادہ پرستی کی وجہ سے تباہی کے دہانے پر کھڑا ہوگا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ کائنات کا صحیح اور پاکیزہ طریق پر مطالعہ کرنے کے قابل بنادے گا۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء میں جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ لاہور میں اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نفس مطمئنہ کے عجائبات کے ذکر میں اعلان فرمایا:

" کیا ہم...... صرف اپنی ہی عقل کے زور سے اور اپنی ہی خود تراشیدہ باتوں سے خدا کے (یعنی کائنات کی حقیقت مطلقه کے۔ ناقل) وصال کو ڈھونڈیں۔ کیا محض ہماری ہی اپنی منطق اور فلسفه سے اس کے وہ دروازے ہم پر کھلتے ہیں جن کا کھلنا اس کے قوی ہاتھ پر ممکن ہے۔ یقینا سمجھو کہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔ ہم اس حی و قیوم کو محض اپنی ہی تدبیروں سے ہرگز

نہیں پا سکتے بلکہ اس راہ میں صراط مستقیم صرف یہ ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی مع اپنی تمام قوتوں کے خدا ئے تعالیٰ کی راہ میں وقف کر کے پھر خدا سے وصال کے لئے دعا میں لگے رہیں تا خدا کو خدا ہی کے ذریعہ سے پاویں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

جب انسان کو اس کی لو لگ جائے اور وصال الٰہی کی تڑپ اس کے دل میں پیدا ہو تو پھر زمین و آسمان بدل جاتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جیسے ٹائن بی نے کہا کہ Divine Plan اپنا کام کر دکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرستادہ اس کا پیغام لاتا ہے جو پچھلی بوسیدہ تہذیب کی صف لپیٹ کر نئی تہذیب کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔ ہمارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی اپنی اعجازی تصنیف میں یہی خوشخبری دنیا کو یوں سناتے ہیں:

"میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے۔ تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی کو قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوش خبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں۔ اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

یہ دعویٰ ۱۸۹۶ء میں کیا گیا جبکہ مادہ پرست سائنس مغرب میں پورے عروج پر تھی اور کوئی گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ ابھی ایک نسل بھی نہ گزرے گی کہ دیکھتے دیکھتے مادہ اپنی توقیر کھوتا چلا جائے گا۔ تا آنکہ سائنس دان خود کائنات کی حقیقت مطلقہ کی تلاش میں مذہب کو دوبارہ اہمیت دینے کی طرف مائل ہونگے۔ اور چونکہ ایک بار ان کا اعتقاد چرچ، بائبل اور عیسائیت سے متزلزل ہو چکا ہوگا تو دوسرے مذاہب کی طرف نگاہیں اٹھیں گی۔ ایسی صورت میں یقیناً قرآن مجید اور رسول اکرم ﷺ کی تعلیم اور آپؐ کے اسوہ حسنہ میں ان کے Rationalism یعنی عقلی تجزیہ کے ساتھ مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے کے وصف کی تسکین ہوگی۔ اگر ایک طرف قرآن مجید انسان کو ایمان بالغیب کی طرف دعوت دیتا ہے تو ساتھ ہی "افلا تعقلون" کہہ کر اس کو جھنجھوڑتا بھی ہے۔ گویا ایمان بالغیب انسانی عقل کو کند کرنے کے لئے نہیں بلکہ آنکھ کی بینائی کو سورج کی روشنی کی ضرورت کی طرح عقل کو وحی والہام کے نور سے صیقل کرنے کا گر سکھایا گیا ہے۔ چنانچہ فرانسیسی دانشور بوکائی نے اپنی کتاب Science, the Bible & the Quran میں یہی بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بائبل کے برخلاف قرآن مجید سائنس کو رد نہیں کرتا بلکہ اس میں ایسے انکشافات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سائنس دانوں کو تحقیق و جستجو کے نئے میدانوں کی طرف ہمت افزائی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ایمان بالغیب یعنی اللہ کے کلام پر ایمان کو ایمان شہود یعنی اللہ کے کام کائنات کے مطالعہ سے ایک دوسرے کے قریب لانے کی پوری صلاحیت کا حامل ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہ بات بھی یقینی طور پر قابل قبول دکھائی دیتی ہے کہ قرآن مجید ایک مذہبی الہامی صحیفہ ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک خاص مقام کی حامل کتاب ہے کیونکہ اس کے پر اعتماد مستند اظہار کی بنا پر اس میں سائنسی حقائق پر مبنی بیانات کی موجودگی سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے والوں کو انسانی وسائل کی مناسبت سے مزید تحقیق و جستجو کی صلائے عام دی جا رہی ہے"۔

گویا ایک طرف اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو قرآن مجید کے ذریعہ نجات حاصل کرنے کا مژدہ سنایا تو دوسری طرف الٰہی تقدیر نے کائنات میں جستجو اور حقائق کے انکشاف کے لئے قرآن سے رہنمائی کے حصول کے واسطے مغربی اذہان کو اس کی طرف مائل کرنے کا عمل بھی شروع فرما دیا اور تفاؤل کے طور پر آج دنیا میں مسلمانوں میں سائنس کا سب سے بڑا اعزاز یعنی نوبل انعام بھی آپ کے ایک غلام پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم و مغفور کو بخشا گیا۔ اللھم زد فزد.

☆☆☆☆☆☆

ظاہری مذہب اور اس کے بانی

(از قلم: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم)

ظاہری مذہب سے مراد "فقہ" سے متعلق یہ نظریہ ہے کہ شرعی احکام کی بنیاد صرف نصوص ہیں۔ اس کے لئے کسی قیاس، مصالح مرسلہ یا دوسرے ذرائع استنباط کی ضرورت نہیں۔ سارے مسائل زندگی نصوص سے حل ہو سکتے ہیں اور اگر کسی مسئلہ کے بارہ میں کوئی واضح نص نہ مل سکے تو پھر اس شرعی اصل سے کام لینا چاہئے کہ شرعاً ہر چیز مباح اور جائز ہے سوائے اس کے کہ نص نے اس سے منع کر دیا ہو۔ اس اصل کا شرعی نام استصحاب ہے......۔ استصحاب کے اصل کی بنیاد قرآن کریم کی جن آیات پر ہے ان میں سے دو یہ ہیں:

﴿هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً﴾ (بقرہ: ۳۰) کہ جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

﴿و لکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین﴾ (بقرہ: ۳۷) کہ تمہارے لئے اس نے مقدر کیا ہے کہ وفات تک تم اس زمین میں رہو گے اور اس سے اپنا سامانِ زندگی حاصل کرو گے۔

اس نظریہ کے بانی داؤد بن علی الاصبہانی تھے۔ ان کے بعد اس مسلک کے سب سے بڑے حامی اور شارح ابن حزم الاندلسی ہیں جو پانچویں صدی کے فقیہ اور مجتہد تھے۔

حضرت امام داؤد بن علی الظاہری الاصبہانی

امام داؤد بن علی ۲۰۲ھ میں اصبہان میں پیدا ہوئے۔ اصبہان فارس کا ایک مردم خیز اور مشہور شہر ہے۔ آپ نے امام شافعی کے شاگردوں سے تعلیم حاصل کی۔ پہلے شافعی المسلک تھے۔ پھر مستقل فقہی نظریہ کے بانی بنے جو بعد میں "ظاہری مذہب" کے نام سے مشہور ہوا اور اسی نسبت سے امام داؤد کو الظاہری کہا جاتا ہے۔

امام داؤد الظاہری بہت بڑے محدث تھے۔ ان کی فقہی کتب بھی احادیث کا مجموعہ لگتی ہیں۔ امام ابو داؤد بوجوہ خلق قرآن کے بھی قائل تھے۔ وہ کہا کرتے تھے ﴿ان القرآن الذی بایدینا مخلوق﴾۔ اس نظریہ کے اظہار کی وجہ سے ان کی مقبولیت کم ہو گئی۔ عام علماء اور عوام انہیں ناپسند کرنے لگے اور ان سے حدیث کا سماع ترک کر دیا۔

امام داؤد الظاہری نے بڑی کوشش کی کہ وہ امام احمد کے شاگرد بنیں اور ان سے حدیث پڑھیں لیکن خلق قرآن کے اس عقیدہ کی وجہ سے امام احمد ان کو اپنا شاگرد بنانے پر راضی نہ ہوئے اور انہیں اپنے درس میں بیٹھنے کی اجازت نہ دی۔

امام داؤد بڑے قوی الحافظہ فصیح اللسان اور بڑی جرأت والے بزرگ تھے۔ دل کی بات کہنے میں کسی سے نہ ڈرتے۔ ہر مشکل اور مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہتے۔ عبادت اور قناعت آپ کا امتیازی وصف تھا۔ ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

آپ کی کتب جو احادیث اور آثار سے پر ہیں ایک زمانہ میں بڑی مقبول ہوئیں۔ آپ کے بیٹے ابو بکر محمد بن داؤد خود بڑے محدث تھے اور اپنے والد کے مسلک کے فروغ اور اس کی اشاعت میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ آپ کے دوسرے شاگرد بھی بڑے لائق اور مخلص تھے، وہ بھی ظاہری مسلک کی اشاعت کا باعث بنے اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ مشرق میں داؤد ظاہری کا مسلک حنفی، مالکی اور شافعی کے ساتھ چوتھا فقہی مذہب شمار ہونے لگا۔ لیکن پانچویں صدی میں وہ حنبلی علماء کے مقابلہ میں شکست کھا گیا، امام احمد کے پیرو غالب آ گئے اور چوتھا فقہی مذہب حنبلی تسلیم کر لیا گیا۔

اس زمانہ میں جبکہ مشرق میں ظاہری مذہب مٹ رہا تھا اندلس میں اس کے فروغ کے لئے امام ابن حزم انتھک کوشش کر رہے تھے اور اس کی تائید میں زبردست لٹریچر تیار کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ ظاہری مذہب کو اگرچہ کہیں بھی عددی اکثریت و اہمیت حاصل نہ ہو سکی لیکن اس کی علمی اہمیت اور طاقت کو سب نے تسلیم کیا اور اس کا سہرا امام ابن حزم کے سر ہے جنہوں نے اس مسلک کی تبیین اور توضیح کے لئے زبردست علمی لٹریچر مہیا کیا اور آپ کی کتابیں آج بھی حق پسند علماء کی طرف سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں اور جہاں تک فقہ نصوص کا تعلق ہے امام ابن حزم کی تحریرات کا کوئی جواب نہیں۔

حضرت امام ابن حزم الظاہری

امام علی بن احمد بن سعید بن حزم ۳۸۴ھ میں قرطبہ (اندلس) میں پیدا ہوئے۔ آپ فارسی الاصل تھے۔ لائق بیٹے نے حصولِ علم کے لئے خوب محنت کی، ذہن بھی بڑا رسا پایا تھا۔ سب سے پہلے گھر کی خادماؤں سے قرآن کریم حفظ کیا اور ان سے لکھنا پڑھنا سیکھا اور انہی کی نگرانی میں پلے بڑھے۔ اس کے بعد علامہ ابو الحسن بن علی الفاسی سے پڑھنا شروع کیا۔ ابو الحسن بڑے پرہیزگار عالم باعمل اور ماہر تعلیم بزرگ تھے، ابن حزم ان کی تعلیم و تربیت سے بہت متاثر ہوئے۔ پرہیزگاری اور قناعت کا سبق انہی سے سیکھا اور ان کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے۔ ابو الحسن کے علاوہ اندلس کے دوسرے سربرآوردہ علماء سے بھی پڑھا اور بہت جلد ماہر علوم اور یگانہ روزگار بن گئے۔

چونکہ ابن حزم کا خاندان اموی الھویٰ اور امویوں کے اقتدار میں حصہ دار تھا اس لئے سیاسی خلفشار اور اقتدار جلد جلد بدلنے کی وجہ سے آپ کے خاندان کو بھی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا اور اس سے ابن حزم کا متاثر ہونا بھی لازمی تھا، آپ اور آپ کا خاندان امویوں کے عروج و زوال میں برابر کے شریک رہے اور پرانے آبائی تعلقات کو ہمیشہ قائم رکھا۔ اگر اقتدار میں حصہ دار رہے تو زوال اور بدحالی میں بھی ساتھ نہ چھوڑا اور نہ اپنی وفاداری پر کبھی کوئی حرف آنے دیا۔

دوسری طرف مالکی علماء امام ابن حزم کے سخت خلاف تھے، انہوں نے آپ کو کہیں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اگرچہ امام ابن حزم بڑے جری اور کسی سے دبنے والے نہیں تھے اور برابر کا جواب دیتے تھے لیکن عددی اکثریت کی وجہ سے مالکی علماء ہی کی مانی جاتی تھی اور آپ کے حامی اموی برسر اقتدار بھی نہیں رہے تھے۔ اس لئے مالکی علماء کے اکسانے پر اندلس کے امیر نے آپ کو بہت تنگ کیا، آپ کی کتابوں کو جلا دیا اور صرف وہی بچیں جو ان کے شاگردوں کے پاس ملک کے مختلف حصوں میں محفوظ تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ شہر کی رہائش چھوڑ دیں چنانچہ وہ اپنے پیدائشی گاؤں جہاں ان کی زرعی زمین تھی چلے گئے لیکن علم کے پیاسے نوجوان طلبہ وہاں بھی پہنچے اور آپ کے علمی فیضان کو روکا نہ جا سکا۔

امام ابن حزم کی آراء، ان کے شاگرد اور ان کی کتب

امام ابن حزم کا مزاج عقلی بھی تھا اور نقلی بھی۔ اسی وجہ سے آپ نے اس زمانہ کے ہر مروجہ علم کو پڑھا اور ہر موضوع پر لکھا۔ آپ کا مؤقف تھا کہ دنیوی علوم میں عقل کا دخل ہے اور اس کو انہی علوم تک محدود رکھنا چاہئے۔ مذہب و دین کا معاملہ وحی و دین کے الہام سے ہے اس لئے دین کے بارہ میں صرف نقل قابل اعتماد ہے۔ قرآن و حدیث میں جو کچھ آیا ہے اسے من وعن

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پہ ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

کوئی بھی اسلام کی نشوو نما اور تیزی سے پھیلنے کی حقیقت اس کے سوا نہیں ہے کہ یہ حسن محمدؐ تھا جس نے عرب کی فتح کی۔ اور پھر وہی فتح تھی جو باقی ملکوں پر بھی پھیل گئی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۵/ اپریل ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۵/ شہادت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم–

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين

﴿وهوالذى يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيئات ويعلم ما تفعلون. و يستجيب الذين آمنوا و عملوا الصٰلحٰت و يزيدهم من فضله والكافرون لهم عذاب شديد﴾

(سورہ الشوریٰ آیات ۲۶، ۲۷)

یہ وہی آیات ہیں جن سے میں نے گزشتہ خطبے میں ان کی تلاوت کے ذریعہ آغاز کیا تھا اور مضمون بھی وہی ہے اور انہی آیات کے بعض اور پہلو ہیں جو میں آپ کے سامنے مزید کھولنا چاہتا ہوں۔ اس لئے آج پھر میں نے انہی کی تلاوت کی ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ توبہ کے ساتھ گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا جہاں تک تعلق ہے لازم نہیں کہ ہر قسم کی بدیاں بھی اسی وقت، اس لمحے مٹ چکی ہوں اور کچھ نہ کچھ پرانی عادات کا ایک جلوس سا باقی رہتا ہے جو آگے بڑھ جاتا ہے۔ پس توبہ کے بعد ایک مکمل نئی صالح زندگی معاً عطا نہیں ہوا کرتی اس کے لئے ایک لمبے عرصے کی جدوجہد کا آغاز ہوتا ہے۔

پس ﴿یعفوا عن السیئات﴾ کا ایک معنی تو میں نے یہ بیان کیا تھا کہ جب خدا عفو سے کام لیتا ہے تو اس کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نظر انداز فرمادیتا ہے، ان کے عواقب سے بچا لیتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ جب خدا نظر انداز فرمائے تو بدیاں مٹنی شروع ہو جاتی ہیں کیونکہ خدا کی آنکھ سے تو کوئی چیز اوجھل نہیں رہ سکتی۔ اس کی آنکھ سے اوجھل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ واقعۃً مٹ جاتی ہیں لیکن کیسے مٹتی ہیں۔ کیا یہ از خود ایک طبعی سلسلہ ہے جو جاری ہوتا ہے یا اس میں انسان کو بھی کسی کوشش یا جدوجہد کی ضرورت ہے۔ یہ دوسرا پہلو ہے جو میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم نے اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ یوں بیان فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہ کہتے ہیں ﴿ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان﴾ کہ اے خدا، اے ہمارے رب ہم نے ایک ایسے پکارنے والے کی آواز کو سنا جو یہ کہتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لے آئے۔ ﴿ربنا فاغفرلنا ذنوبنا﴾ پس ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اور یہ پہلا تقاضا ہے کہ ہمارے سابقہ تمام گناہ بخش دے تاکہ ہلکے قدموں کے ساتھ، سارے بوجھ اتار کر پھینکتے ہوئے ہم تیری طرف آگے بڑھیں۔ لیکن اس سے آگے ایک اور تقاضا بھی ہے کہ کچھ ایسی برائیاں ہیں جو بخشش کے باوجود ہماری ذات کا ایسا جزو بن چکی ہیں کہ ہم انہیں ایک دم نوچ کر الگ نہیں پھینک سکتے ﴿وکفر عنا سیئا تنا﴾ کی دعا سکھائی ہے۔ پس اگر دعا کی طلب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو انسان کے ساتھ کوئی بھی تعلق قائم نہیں ہوا کرتا۔

پس یہ جو مضمون ہے کہ بدیوں کو دور فرمادے گا اس کا انسانی ذات میں ایک طلب کا پیدا ہونا، ایک خواہش کا ابھرنا اور اس خواہش کے مطابق جو اس سے ملتے جلتے، اس سے تعلق رکھنے والے اعمال ہیں ان کا آغاز ہو جانا یہ سب انہی آیات کے اندر شامل ہے۔ پس جو آیتیں میں نے اب آپ کے سامنے پڑھی ہیں یا دوسری سورۃ کی جن آیات کی طرف آپ کو متوجہ کیا ہے ان میں جو اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ وہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمیں بخش دے تو پھر ہماری برائیوں کو بھی دور فرمادے۔ وہ برائیاں دور کرنے کا سلسلہ دعا کے ساتھ جب شروع ہوتا ہے تو پھر یہ تنبیہ فرمائی جاتی ہے ﴿ویعلم ماتفعلون﴾ کہ دیکھو اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے اس لئے یہ نہ ہو کہ دعا مشرق کی ہو اور رخ مغرب کی طرف ہو جائے۔ جس طرف کی دعا کی جارہی ہے اسی سمت میں چلنا پڑے گا اور بدیاں دور کرنے کے لئے تمہیں کچھ نہ کچھ محنت کرنی ہوگی اور جب تم یہ کرو گے تو خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ضرور دور فرمادے گا اور جب دور فرمائے گا تو اس کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ وہ علامتیں یہ ہیں کہ سب سے پہلے تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ تمہاری دعاؤں کو جو نیک نیتی سے کی جارہی ہیں، جن کی عمل صالح تائید کر رہا ہے ان دعاؤں کو خدا قبول فرمائے گا۔

﴿و یستجیب الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت﴾ ان لوگوں کی دعا کو قبول فرمائے گا جو ایمان لے آئے اور پھر نیک اعمال بجالائے۔ پس محض گزشتہ کی توبہ کافی نہیں جب تک اپنی زندگی کو نیک اعمال سے بھر نہ دو اور نیک اعمال ہی ہیں جو دراصل بدیوں کو دور کرنے کی ضمانت ہوا کرتے ہیں۔ فرمایا، ﴿و یزیدهم من فضله﴾ اور پھر وہ اپنے فضل سے ان کو اور بھی بڑھائے گا۔ اب یہ جو آیت ہے ﴿و یزیدهم من فضله﴾ اس میں ایک بہت عظیم وعدہ کیا گیا ہے لیکن وہ وعدہ ہے کیا؟۔ ایک معنی اس کا یہ کیا جاتا ہے جو عربی کے لحاظ سے درست ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اعمال کی جزا میں ان کو بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا یعنی ایسے لوگوں کے اعمال کی جزا ان کو بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا۔

لیکن مجھے ایک اور معنی اس سے زیادہ پسند ہے اور میرے نزدیک اس موقع پر وہ زیادہ صادق آتا ہے اور اس کا پہلی آیات سے ایک براہ راست تعلق ہے "یزیدهم" کا مضمون "کفر عنا سیئا تنا" کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا "یعفوا عن السیئات" کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جو انسان اپنی بعض عادتیں اپنے سے توڑ توڑ کر الگ پھینک رہا ہے وہ کم ہوگا زیادہ تو نہیں ہوگا۔ ظاہری عقلی تقاضا یہ ہے کہ اس میں سے کچھ اترا اور کچھ پھینکا گیا۔ زیادہ وہ کیسے ہو جائے گا۔ زیادہ تبھی ہوگا اگر بدیوں کے دور کرنے کا مضمون سمجھ آجائے ورنہ ہو نہیں سکتا۔ اور اس مضمون کو قرآن کریم نے ایک دوسری جگہ یوں کھولا ہے کہ تم اپنی بدیوں کو حسن کے ذریعہ دور کرو یعنی ایسے بنو کہ بدیوں کو ویسے اکھیڑ کر باہر نہ پھینکو بلکہ حسن کے ذریعے تبدیل کرو۔ اور اس مضمون کو قرآن کریم نے مختلف آیات میں، مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے لیکن ہمیشہ یہی مضمون ہے، کہ وہ ایک آیت جو معین میرے ذہن میں تھی اس وقت وہ زبان پہ جاری نہیں ہو رہی لیکن یاد آجائے گی اس دوران، معنی اس کا یہی ہے کہ حسن کے ذریعے، خوبیوں کے ذریعے اپنی بدیوں کو دور کرو جس میں ایک بہت گہرا حکمت کا راز بیان فرمادیا گیا کہ بدیاں اپنی ذات میں دور کرنا نہ مقصود ہے نہ ممکن ہے، یہ ہو نہیں سکتا کہ تم اپنی بعض پرانی عادتیں اپنے وجود سے نوچ کر پھینک دو سوائے اس کے کہ ان سے بہترین عادتیں ان کی جگہ لینے کے لئے موجود ہوں۔

پس حسن بدی کو دھکیل کے باہر کرتا ہے جیسے نور اندھیروں کو دھکیل کے باہر کر دیتا ہے۔ خالی اندھیروں کو دور کرنا ممکن ہی نہیں، عقل کے خلاف بات ہے۔ پس قرآن ایک ایسی اعلیٰ حکمت کی کتاب ہے جو انسانی فطرت کی پاتال تک نظر رکھتا ہے اور کوئی بھی حقیقی تعلیم ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنا ممکن نہ ہو۔ پس سیئات کو دور کرنے کی تعلیم فی ذاتہ ایک کھوکھلی تعلیم ہے اگر قرآنی آیات کی روشنی میں حسن کے ذریعے بدی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ پس جب بہتر عادتیں بعض بری عادتوں کی جگہ لیں گی تو یہ ﴿یزیدهم من فضله﴾ کا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر ان کو بڑھائے گا اپنے فضل کے ساتھ اور جو بہتر عادتیں ان کو عطا ہونگی وہ باقی رہنے والی ہونگی اور دائمی ہو جائیں گی وہ وفا کرنے والی عادتیں ہونگی جو ان کو چھوڑ کر جائیں گی نہیں۔ کیونکہ نیکی کے مضمون کے ساتھ اس کا باقی رہنے کا مضمون بھی قرآن کریم نے ہر جگہ

بیان فرمایا ہے۔اور پھر ان میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا یعنی جوں جوں بدیاں جھڑیں گی حسن میں اضافہ ہوگا اور جب حسن میں اضافہ ہوگا تو تمہاری طاقت میں بھی اضافہ ہوگا۔ تمہارے جیسے اور لوگ تمہارے ساتھ پیدا ہونے لگیں گے۔

یہ وہ پہلو ہے جس کے تعلق میں میں ایک دفعہ پھر آپ کو دعوت الی اللہ کا مضمون یاد کراتا ہوں۔ بہت سے احمدی ہیں جو دعوت الی اللہ میں مصروف ہیں، پوری کوشش کرتے ہیں لیکن آخر پہ شکوہ یہ رہ جاتا ہے کہ ہم نے تو سب کچھ کر دیا مگر اوپر سے پھل نہیں مل رہے گویا اوپر ہی کا قصور ہے۔ حالانکہ اگر پھل نہیں مل رہے تو نیچے کا قصور ہے بعض دفعہ جڑوں کی بیماری ہے جو حائل ہو جاتی ہے پھلوں کی راہ میں۔ اور آسمان تو بارشیں برساتا ہے، فضا تو ضرورت کی گیسیں مہیا کرتی رہتی ہے مگر پھل اس لئے نہیں لگتے کہ جڑیں بیمار ہیں۔ **پس "کفر عنا سیئاتنا" کا مضمون تبلیغ کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ یہ دعا ساتھ ہو اور اس کے بعد پھر انسان اپنے حسن کے ذریعے اپنی بدیون کو دور کرتا چلا جائے اور جب آپ کا حسن آپ کی بدیوں کو نکال باہر کرنے پر مجبور کر دے یعنی نیا اختیار کردہ حسن جو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ سے آپ سیکھیں گے تو پھر ایسے وجود کا بڑھنا اور نشوونما پانا ایک طبعی قدرتی عمل ہے جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔**

پس اگر کسی کی تبلیغ کی راہ میں کوئی روک حائل ہے اور پھل نہیں لگ رہے تو دیکھیں کہ اس کے اندر کوئی ایسی بدیاں تو نہیں جو اس کی نشوونما کی راہ میں حائل ہو گئی ہیں ورنہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ یہ وعدہ کرے اور پھر پورا نہ فرمائے کہ ﴿یزیدھم من فضلہ﴾ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور بڑھاتا ہے۔ تو محض نیکیاں بڑھانے کا مضمون نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے نفوس میں برکت دیتا ہے ان کی تعداد بڑھتی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہوا جو ہر نبی سے ہوتا رہا مگر جس شان کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہوا ویسا اور کسی نبی کے ساتھ نہیں ہوا کہ آپ اکیلے تھے اور کس تیزی کے ساتھ کثرت میں تبدیل ہونے لگے اور آپ کا حسن دوسروں میں سرایت کیا ہے تو آگے بڑھے ہیں، اس کے بغیر آگے نہیں بڑھے۔

کوئی بھی اسلام کی نشوونما اور تیزی سے پھیلنے کی حقیقت اس کے سوا نہیں ہے کہ یہ حسن محمدؐ تھا جس نے عرب کی فتح کی ہے اور پھر وہی فتح تھی جو باقی ملکوں پہ بھی پھیل گئی۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حسن کے بغیر جو فتح تھی، وہ عسکری فتح تھی اس نے کوئی بھی دیرپا صلاحیت مومنوں میں پیدا نہیں کی بلکہ بعض اس زمانے کے لوگوں کو پہلے سے بدتر حالتوں میں وہ فتوحات چھوڑ گئیں۔ اور جو اعمال میں رہی سہی خوبیاں تھیں ان کو بھی وہ کھا گئیں، ظالم بادشاہ پیدا ہوئے۔ چنانچہ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے جو مسلمانوں کے تنزل کی دردناک کہانی بیان فرمائی ہے وہاں خلافت کے بعد ملوکیت اور ملوکیت کے بعد پھر ظلم کی حکومت کا ذکر فرمایا ہے۔

پس جب خلافت راشدہ نہ رہے تو جو حکومت قائم ہوتی ہے وہ سچائی کی حکومت نہیں بلکہ ایک سیاسی حکومت ہے جس میں سچائی کے کچھ اثرات باقی رہتے ہیں لیکن زیادہ دیر تک رہ نہیں سکتے۔ کیونکہ جب یہ عمل جاری نہ رہے کہ حسن سے بدیوں کو دور کرو اس وقت تک برعکس جو عمل ہے وہ شروع ہو جاتا ہے یعنی بدیاں نیکیوں کو کھانے لگتی ہیں کیونکہ ان نیکیوں میں جان نہیں ہوتی، وہ کھوکھلی ہو چکی ہوتی ہیں۔ وہ شخص جس میں دفاع کی طاقت نہ ہو اس کو جراثیم کھاتے ہیں۔ جس میں دفاع کی طاقت ہو وہ بدن تو جراثیم کو کھا جاتا ہے اور روزمرہ یہی ہو رہا ہے ہمارے بدن میں۔ لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں قسم کے جراثیم ہیں جو ہم پر ہمیشہ حملہ آور رہتے ہیں اور بدن ان کو کھا جاتا ہے یعنی ان کو غارت کر دیتا ہے۔ گویا ان کے گرد ایسے سپاہی لپٹ جاتے ہیں جو ان کو کھا کر اگرچہ اپنی جان بھی ساتھ فدا کرتے ہیں مگر ان کو بدن سے نکال کر ایک گندگی کے طور پر اس سے خارج کر دیتے ہیں اور یہ عمل جاری عمل ہے۔

پس بدیاں جو ہیں ان پر نیکی نے بہرحال غالب آنا ہے۔ اگر نیکی کی صفات حقیقتاً موجود ہوں، اگر نیکی کی تعریف صادق آتی ہو تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک صالح وجود پر غیر صالح وجود غالب آ جائے۔ پس جو دوسرا دور ہے اس میں یہ معنی نہیں ہے کہ گویا اب خدا نے قانون بدل دیا ہے۔ اب نیکی پر بدی غالب آنے لگی ہے۔ وہ مضمون یہ ہے کہ نیکی نہیں رہی اور خلاء نہیں ہو سکتا۔ جہاں سے نیکی چلی جائے گی اس کا ایک طبعی عمل ہے، یہ قانون قدرت کا ایک طبعی عمل ہے کہ خلاء رہ نہیں سکتا جہاں سے نیکی اٹھے گی بدی آ کر اس جگہ براجمان ہو جائے گی، اس جگہ پر قبضہ کر لے گی۔

تو اپنی زندگی کی حفاظت کرنی ہے اور نسلاً بعد نسل حفاظت کرنی ہے تو یہی ایک راز ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سمجھایا کہ ایمان لاؤ تو توبہ کرو جو سچی توبہ ہے۔ سچی توبہ کے بعد اپنی بدیوں کو اپنے زیر نظر رکھو اور امید رکھو کہ خدا دور فرمائے گا تم میں طاقت نہیں **مگر دعا کے ذریعے اس جہاد کا آغاز کرو، دعاؤں کے ذریعے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو کہ وہ تمہاری بدیاں دور کرنی شروع فرمادے۔** اور طریق یہ سکھا دیا کہ جو عمل تمہیں بتایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ **اپنی نیکیوں کے ذریعے اپنی بدیوں کو دور کرو یعنی نیکیاں بڑھاؤ تو بدیاں دور ہونگی۔** تو یہ ایک مثبت عمل ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے یہ مثبت عمل جب جاری ہوگا تو آپ میں برکت پڑے گی۔ یعنی آپ کے وجود میں ایک ایسی توانائی پیدا ہوگی جو پہلے نہیں تھی کیونکہ نیکیوں کے بغیر کوئی توانائی نہیں ہے آپ کے اندر ایک روحانی زندگی پیدا ہونی شروع ہوگی جس میں جان پڑ جائے گی جو اس طرح نشوونما پائے گی جس طرح چھوٹا بچہ صحت مند ماحول میں تربیت پاتا ہوا آگے بڑھتا ہے، بلند ہوتا ہے اور اس کی ہر صلاحیت پہلے سے زیادہ طاقت پا جاتی ہے، تنومند ہو جاتی ہے۔

تو صلاحیتوں کی نشوونما کا نام ہے بدیوں کا دور ہونا۔ کیونکہ وہ نشوونما حسن اور نیکیوں کے ذریعے ترویج پاتی ہے اور اس وجہ سے بدیوں کا دور کرنا ایک مثبت عمل کا دوسرا نام ہے، محض ایک منفی کوشش نہیں ہے۔ اس کوشش میں ہم کیسے داخل ہوں اور کیسے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو توبہ کا فلسفہ بیان فرمایا ہے اس کا سمجھنا ہمارے لئے بہت ممد اور مفید ثابت ہوگا اور دوسرا یہ کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اپنی بدیوں کو تاک کر نشانے بنانا یہ ایک باشعور کام ہونا چاہئے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ازخود یہ سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ **جب خدا نے دعا سکھائی، جب نصیحت فرمائی کہ نیکیوں کے ذریعے بدیوں کو دور کرو تو ہر لمحہ اپنا جائزہ لینا لازم ہے اور دیکھتے رہنا چاہئے کہ کونسی بدیاں ہم نے کس حسن کے ذریعے دور کی ہیں۔**

یہ جو عمل ہے یہ لحہ لحہ کا عمل ہے۔ یہ روزمرہ کا ایسا حساب نہیں کہ جیسے بہی کھاتے بند کرنے سے پہلے جو تاجر ہیں وہ بیٹھے اپنی دوکانوں میں حساب کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ اور طرح کا حساب ہے جو لازماً جاری وساری حساب ہے۔ ﴿واللہ سریع الحساب﴾ کے مضمون سے اس کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس کا گہرا فلسفہ آپ کو سمجھاؤں۔ فرمایا "اعمل ما شئت فقد غفرت لك" یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے بعض بندوں سے کہ "اعمل ما شئت" جو چاہے کر اب کھلی چھٹی ہے ﴿فقد غفرت لك﴾ پس میں تجھے بخش چکا ہوں۔ پس جب میں نے بخش دیا تو پھر حساب کتاب کا کیا سلسلہ رہا اب تجھے چھٹی ہے جو چاہے کرتا پھرے۔ فرمایا اس کا مطلب سمجھو، غور کرو تو پھر تمہیں سمجھ آئے گی کہ یہ گناہوں کی چھٹی نہیں ہے جیسا کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں۔

فرمایا "حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخرکار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدل دیا اور اب گناہ اسے بالطبع برا معلوم ہوگا جیسے بھیڑ کو میلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے"۔ یعنی بھیڑ جب گندگی پہ منہ مارتی ہے تو ایک نیک طبع انسان جو اپنی بدیوں سے نجات پا چکا ہو، گندی عادتیں اس سے نکال کر باہر پھینک دی گئی ہوں تو جو گندگی اس سے نکال کر باہر پھینکی گئی ہے اس سے محبت تو نہیں رہتی بلکہ بری لگنے لگتی ہے۔ فرمایا اسی طرح خواہ ایک انسان بھوکا بھی ہو اگر بھیڑ کو گندگی کھاتے دیکھے گا تو اس کا دل نہیں چاہے گا کہ اسی گندگی پہ وہ بھی منہ مارے بلکہ اور کراہت محسوس کرے گا تو "اعمل ما شئت" کا یہ مطلب ہے۔

فرماتے ہیں "اور اب گناہ اسے بالطبع برا معلوم ہوگا جیسے بھیڑ کو میلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے اسی طرح وہ انسان بھی گناہ نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہے"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴)۔ اب دیکھیں بخشش کی بھی کیسی اعلیٰ پہچان ہمیں عطا فرما دی۔ یہ خیال، یہ واہمہ کہ ہم نے خوب رو رو کر دعائیں مانگیں اور محسوس ہوا کہ اب ہم بخشے گئے ہیں اور گناہ جھڑ گئے ہیں یہ واہمہ دور

فرمادیا یہ بیان کر کے کہ ایک کسوٹی ہے بخشش کو جانچنے کی۔ اور وہ یہ کسوٹی ہے کہ جس گناہ کو بخشا گیا ہے اس گناہ سے انسان کو بالطبع دوری عطا کی جاتی ہے، اس کو بعد عطا کیا جاتا ہے۔ ایک طبعی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب تک اس کی محبت باقی ہے اس وقت تک بخشش کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اگر محبت باقی رکھے خدا اور بخش دے تو پھر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گناہوں کو ترویج دینے کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ کے خلاف ہے کہ ایسی حالت میں بخشے کہ اس گناہ کی محبت، اس کا پیار، اس کی حرص دل میں باقی رہے اور اللہ کہے میں نے تجھے بخش دیا ہے اور پھر فرمائے کہ اب جو چاہے کر تا پھر تو اس کا مطلب ہے کہ خدا سے بڑھ کر اور کوئی گناہ کو ترغیب دینے والا نہیں ہو گا، پھر کسی شیطان کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر اللہ ہی کافی ہے گناہوں کو ترغیب دینے والا، نعوذ باللہ من ذالك یہ اتنا خطرناک ظالمانہ خیال ہے کہ جو خدا کے عرفان کا ایک شائبہ رکھنے والا بھی قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان گہرے معارف کو سمجھ کر ان حدیثوں کے معنوں کو سمجھیں جو بد قسمتی سے بعض علماء نے غلط معنوں کو ترغیب دینے کے لئے رائج کر دیں اور گناہوں کو کم کرنے کے بجائے وہ حدیثیں گناہ کو بڑھانے کا موجب بنادی گئیں جو خدا ہی کی نہیں حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی بھی بڑی گستاخی ہے کہ گویا آپ کو اللہ کا عرفان ہی نصیب نہیں تھا، نعوذ باللہ من ذالك آپ خدا کو ایسا سمجھ رہے تھے جو گناہ کو تقویت عطا کرتا ہے۔ پس جب تک عمل کی زندگی ہے اس وقت تک یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ ترجمہ مکمل نہیں اور جب عمل کی زندگی ختم ہو تو "**اعمل ما شئت**" کا مضمون ختم ہو جاتا ہے۔

ایک بخشش ہے جو عمل کی زندگی کے دوران ہے یہ میں اس بخشش کی بات کر رہا ہوں۔ ایک بخشش ہے جو موت کے وقت یا بعض دفعہ موت کے بعد عطا ہوتی ہے وہ جو بخشش ہے اس میں خدا کامل طاقت اور اختیار رکھتا ہے جو چاہے کرے۔ کوئی نہیں جو اس کی راہ میں حائل ہو سکے۔ مگر اس کے بعد "**اعمل ما شئت**" کا تو پھر مضمون باقی نہیں رہتا۔ عمل کی دنیا تو ختم ہو چکی ہے۔ پس جب تک آپ کو عمل کی توفیق ہے آپ کی بخشش وہیں ہوئی ہے جہاں سے آپ کو گناہ سے نفرت شروع ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے بخشش نہیں ہے۔ اور جب گناہ سے نفرت ہو جائے تو پھر بدیاں بھی اچھی نہیں لگتیں۔ جب ایک بڑی مصیبت سے نجات ملے، بڑے داغ دور ہو جائیں تو چھوٹے داغ نمایاں ہو جایا کرتے ہیں اور پھر ان چھوٹے داغوں کو دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر غلاظت ہی لگی ہوئی ہے جسم کے اوپر تو چھوٹے چھوٹے باریک داغ دکھائی ہی نہیں دے سکتے۔ خیال ہی نہیں پیدا ہو سکتا کہ یہ بھی دور کرنے والی باتیں ہیں۔ سب سے پہلے انسان غلاظت کو دھوئے گا۔

تو گناہ وہ غلاظت ہے جس کو دھو کر اور دھونے کے ساتھ یہ مضمون شامل ہے کہ نفرت ہے تو دھویا گیا۔ نفرت اور بخشش، گناہوں کو مٹانا اور دور کرنا یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں لیکن پھر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ چادر کے داغ تو دور ہوئے نہیں، جگہ جگہ بہت سے ایسے داغ ہیں جو پہلے دکھائی نہیں دیتے تھے، اب نظر آنے لگ گئے ہیں۔ ان کو دور کرنے کا جو سلسلہ ہے وہ ساری زندگی کا معاملہ ہے، ہمیشہ ساتھ رہے گا۔ اور اس کے لئے طریق یہ بیان فرمادیا گیا کہ حسن کی تلاش کرو، اپنے آپ کو زیادہ حسین تر بنانے کی کوشش کرو۔ جب بھی تم کسی نیکی کی خواہش رکھو گے اور اسے اپنالو گے اس کے ساتھ ہی بعض داغ جو تمہارے اندر تھے وہ از خود دور ہو جائیں گے وہ اکٹھے رہ سکتے ہی نہیں۔ کیونکہ نیکی دراصل خدا کی صفات کا پرتو ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے ساتھ بدیاں رہ نہیں سکتیں۔

تو ایسا اعلیٰ مضمون سکھایا گیا ہے اور پھر اس کے ساتھ جو وعدہ فرمایا گیا ہے برکت کا وہ یہ ہے کہ نیکیاں دوسری نیکیوں کو جنم دیں گی وہ اکیلی نہیں رہیں گی۔ تم میں نشوونما شروع ہو گی جو تمہیں پہلے سے زیادہ عظیم تر بناتی چلی جائے گی اور پھر تمہارے گرد و پیش میں برکت دی جائے گی، تمہاری تعداد میں اضافہ ہو گا۔ ﴿محمد رسول الله والذين معه﴾ کا مضمون شروع ہو جائے گا۔ محمدؐ اکیلا رہنے والا وجود ہی نہیں ہے اس کے ساتھ لازماً وہ پیدا ہونگے جو ﴿معه﴾ کا حق ادا کریں گے اور معیت کا حق تبھی ادا ہو سکتا ہے جو خوبیاں سیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی جو ساتھ ہیں وہ خوبیاں سیکھیں گے تو ﴿معه﴾ ہونگے۔ ورنہ تو معیت کا شرف ان کو نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ تو آپ کے ساتھ بھی ایک معیت پیدا ہو گی ﴿يزيدهم من فضله﴾ کا یہ معنی ہے جو آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

پس دعوت الی اللہ کے معاملے میں دعا کے لئے لکھنے والے اور شکایت کرنے والے کہ ہم نے تو ہر طریقہ آزما دیکھا آسمان سے برکت اترتی ہی نہیں وہ ایک خواب و خیال کی دنیا میں بس رہے ہیں۔ آسمان سے برکت تو اتر رہی ہے لیکن آپ کے اندر کچھ ایسی کمزوریاں ہیں جنہیں آپ دور نہیں کر رہے اور میں جانتا ہوں کہ تم کیا ہو اندر سے اور جب تک تم ان بدیوں کو دور کرنے کا عمل شروع نہیں کرتے یہ وعدہ تمہارے حق میں پورا نہیں ہو گا کہ ﴿يزيدهم من فضله﴾ کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے بڑھاتا ہے۔

تو ساری جماعت کے لئے ایک نشوونما اور بڑھنے کا فلسفہ ان آیات میں بیان ہوا ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھول کر بیان فرمایا اور جو ابہام تھے وہ دور کر دیئے اور جو بدیوں کو دور کرنے کی حقیقت ہے وہ ہمارے سامنے کھول دی۔ مغفرت کس کو کہتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کیا ہونا چاہئے یہ سارے مضامین ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سامنے کھولتے ہیں چنانچہ فرمایا "مسلمانوں کو خنزیر کے گوشت سے بالطبع کراہت ہے" اس دور میں بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں یہ کہنا پڑے گا 'بالطبع کراہت تھی' کیونکہ انگلستان میں کثرت کے ساتھ بد قسمتی سے بعض بڑی تعداد میں بلکہ مسلمان نوجوان ہیں جو خنزیر کھانے لگ گئے ہیں مگر ایک دور تھا" **تھی**" اور بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں میں طرح طرح کی بدیاں آگئی ہیں مگر خنزیر کی کراہت آج بھی موجود ہے۔ جو استثناء ہے وہ ایک چھوٹے ماحول میں بعض جگہوں پر ہے اور اس کا ذکر میں نے اس لئے کیا کہ یہاں جو پلے ہوئے احمدی نوجوان ہیں وہ کہیں گے **تھی** والی بات تو پرانی ہو گئی۔ پرانی ہوئی مگر بہت محدود علاقوں میں بحیثیت مسلمان عالمی طور پر اگر دیکھا جائے تو یہ کہنا آج بھی درست ہے کہ بالطبع مسلمان میں خنزیر کے گوشت کے خلاف کراہت موجود ہے۔

یہ بیان فرمانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "حالانکہ اور دوسرے ہزاروں کام کرتے ہیں جو حرام اور منع ہیں تو اس میں حکمت یہی ہے کہ ایک نمونہ کراہت کا رکھ دیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ اسی طرح انسان کو گناہ سے نفرت ہو جاوے" فرمایا سؤر کی کراہت تمہارے دل میں بالطبع موجود ہے اس لئے نہیں کھاتے تو آسان ہے نہ کھانا۔ بلکہ اتنا آسان ہے کہ اس کے خلاف کرنا تمہارے لئے دوبھر ہے، سوچنا بھی مشکل ہے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اگر گناہ کا مفہوم تمہیں اس طرح سمجھ آجائے کہ اس کا گند دیکھ کر تم اس کی طرف جھکنے کا تصور بھی نہ کرو اور طبیعت کراہت کے ساتھ اس سے دور ہٹے جیسا کہ انسان کسی گندگی کو دیکھتا ہے تو رستے میں چلتے ہوئے دکھائی دے تو انسان قدم بچا کر، ذرا ہٹا کر رکھتا ہے اس کے قریب بھی پاؤں نہیں لاتا تو کیسے ممکن ہے کہ جس چیز کے قریب پاؤں کا لانا برداشت نہ ہو اس میں انسان منہ مار دے اور اس غلاظت کو کھانے لگے۔

پس کیسی عمدگی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گناہ کی نفرت کا مضمون بیان فرمایا۔ فرمایا لیکن یہ نفرت ممکن نہیں ہے جب تک دعا نہ ہو۔ پس دعا کے ذریعے مدد مانگنا لازم ہے مگر جس چیز کی دعا مانگی جائے اس کے لئے کوشش کرنا اور اس سمت میں قدم اٹھانا یہ بھی دعا کی قبولیت کے لئے لازم ہے ورنہ وہ دعا قبول ہی نہیں ہو گی۔ فرماتے ہیں "کثرت گناہ کی وجہ سے دعا میں کوتاہی نہ ہو" اب یہ بھی ایک بہت اہم مضمون ہے کہ بعض دفعہ دعا میں کوتاہی مایوسی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ میں اتنے گناہوں میں ملوث ہو چکا ہوں کہ اب مجھے بھلا کیا توفیق ملے گی کہ میں اپنی صفائی کروں اور عمر کا بھی کوئی پتہ نہیں کس وقت زندگی ختم ہو جائے۔ تو گناہوں کی کثرت بھی انسان کو دعا سے غافل کر دیتی ہے اس وجہ سے کہ شاید گناہ بہت بڑھ چکے ہیں اور گناہوں کے مٹنے کے لئے دعا کرنا اور گناہوں کا باقی رکھنا اس مایوسی کو مزید بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

کئی لوگ کہتے ہیں جی ہم نے بڑی دعا کی ہے نماز میں توجہ پیدا ہو مگر نہیں ہوئی اب رفتہ رفتہ دل ہی اچاٹ ہو گیا ہے۔ ایسے لوگوں کی بیماریاں کئی قسموں کی ہیں جو ان کے اندر یہ غلط خیال پیدا کرتی ہیں لیکن اس وقت ان کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے کیونکہ ایک اور مضمون شروع ہو جائے گا اس لئے میں آپ کو صرف اتنا سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "**کثرت گناہ کی وجہ سے دعا میں کوتاہی نہ ہو" اس کو آپ حرز جان بنالیں اور دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں پھر انشاء اللہ آپ کے اندر وہ اصلاح کا دور شروع ہو جائے گا جو گناہوں کی مغفرت کا سامان کرے گا اور بدیوں کے دور کرنے کا۔**

فرماتے ہیں "گناہ کرنے والا اپنے گناہوں کی کثرت وغیرہ کا خیال کر کے دعا سے ہرگز باز نہ رہے۔ دعا تریاق ہے۔ آخر دعاؤں سے دیکھ لے گا کہ گناہ اسے کیسا برا لگنے لگا" اب یہ بھی حکمت کی بات ہے۔ حکمت کی تو سب باتیں ہیں مگر ایک ایسی حکمت کی بات ہے جو سمجھے بغیر انسان گناہ سے بچ سکتا نہیں۔ گناہ کی محبت قائم رکھتے ہوئے انسان یہ دعا مانگے کہ میں گناہ سے بچ جاؤں یہ ایک جاہلانہ دعا ہے۔ گناہ کی محبت کو بری نظر سے دیکھے اور اس محبت کے خلاف دعا کرے یعنی اپنے گناہوں کی حرص کو بد دعا دے اور خدا سے یہ چاہے کہ یہ مجھے کیوں اچھا لگ رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے تو اس سے ایسا الگ کر دے کہ مجھے اس سے نفرت ہو جائے

میں اس کا قرب برداشت نہ کر سکوں یہ دعا سب سے مشکل دعا ہے کیونکہ گناہ چاہت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اور چاہت کے خلاف دعا ہونی بڑا مشکل کام ہے اسلئے انسان یہ کبھی دعا نہیں مانگتا کہ اے خدا یہ جو مجھے تمنا ہے مجھے فلاں چیز ملے اور یہ ہو اور وہ ہو یہ تمنا اٹھادے میرے دل سے، اسے مٹادے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ انسان کہتا ہے مجھے تمنا تو ہے مگر تو مجھے معاف کردے، مجھے تمنا تو ہے مگر میں گناہوں سے بچ جاؤں، بچ نہیں سکتا جب تک وہ تمنا نہ مٹ جائے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا سکھاتے ہیں "گناہوں کی کثرت وغیرہ کا خیال کر کے دعا سے ہر گز باز نہ رہے۔ دعا تریاق ہے آخر دعاؤں سے دیکھ لے گا کہ گناہ اسے کیسا برا لگنے لگا" پس ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں آنکھیں کھول کر یہ جائزہ لینا چاہئے کہ کوئی ایسا گناہ ہے جو کل تک ہمیں پسند تھا آج برا لگنے لگا ہے۔ اور اگر کوئی بھی نہیں تو اپنی تہی دامنی پر انسان واویلا کرے۔ اس نے اپنی عمر بھر کی کوششوں کو گنوادیا ہے۔ وہ سمجھ رہا ہے کہ ہر رمضان میں خاص طور پر دعائیں کر کے اس نے بخشش طلب کی اور سارے گناہ بخشے گئے مگر جو بخشے گئے وہ دوبارہ کیسے زندہ ہو گئے کیونکہ ان کے لئے دل میں نفرت نہیں پیدا ہوئی۔ جب نفرت نہیں پیدا ہوئی تو ان کی زندگی کا بیج باقی رہا ہے اور وہ اگلے رمضان سے پہلے بلکہ پہلے رمضان کے معاً بعد پھر پھوٹ پڑیں گے۔ تو وہ زمیندار جو بیج نہیں مارتا جڑی بوٹیوں کا وہ اپنی فصل کی کبھی بھی حفاظت نہیں کر سکتا اس لئے بیج مارنا خواہشات کے خلاف دعا کرنا ہے۔ دعا یہ کرے کہ اللہ ان کی محبت مٹادے اور پھر چند دن کے بعد آپ کی آنکھیں اس شعور کے ساتھ کھلیں گی کہ یہ چیز اب مجھے اچھی نہیں لگتی۔ دل ہی نہیں چاہتا اس کو کرنے کو۔ تو جب دل نہیں چاہے گا تو کتنا آسان ہے گناہ کو چھوڑنا پھر تو ایک طبعی تقاضے کے طور پر آپ کا گناہ از خود آپ کو چھوڑ دے گا۔ آپ کو اسے چھوڑنے کا جو مشکل مضمون ہے وہ اتنی آسانی سے حل ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں "جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴، ۵)۔

فرمایا گناہوں میں ڈوبے ہوئے اگر آپ لوگ توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں تو ایسے لوگ وہ ہیں جو بالآخر انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں۔ یہ کیوں فرمایا کہ "انبیاء کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں" وجہ یہ ہے کہ یہ انبیاء کی دعائیں ہی ہیں جو ماحول اور گرد و پیش کو بھی بدیوں سے پاک کرتی ہیں۔ اگر یہ دعائیں نہ ہوں تو از خود اس قوم میں اصلاح کرنے کی صلاحیت تو تھی ہی نہیں، ہوتی تو پہلے خود کیوں نہ اصلاح پذیر ہو چکی ہوتی۔ وہ قومیں جو صدیوں سے بگڑیں اور بگڑتی چلی گئیں یہاں تک کہ ان کی بدیاں پختہ ہو گئیں ان میں بھلا کہاں صلاحیت ہے۔ ان کی تو دعا کی طرف بھی توجہ نہیں تھی۔ ان میں جو انقلاب برپا ہوا ہے یہ انبیاء کی دعاؤں کی تاثیرات کا ثبوت ہے۔ تو ایک شخص اگر اپنی ذات میں بھی دعا کے اثر کا منکر ہو بیٹھے لازم ہے کہ بالآخر وہ نبیوں کی پاکیزگی اور ان کی صلاحیتوں کا بھی انکار کر بیٹھے گا اور انبیاء سے بھی اس کا ایمان اٹھ جائے گا اور یہی ہوتا ہے۔

جو شخص اپنے تعلق میں دعا کے ذریعے نجات پانے کا قائل نہیں رہتا وہ دراصل نجات کا ہی منکر ہو بیٹھتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ دور ہٹ جاتا ہے۔ عبادت سے بھی گیا، نیکیوں سے بھی گیا پھر بدیاں اس پر دوبارہ قبضہ کر لیتی ہیں گویا اس کی زندگی رفتہ رفتہ اس کے بدن کو چھوڑ دیتی ہے اور مردار خور جانور یعنی بدیاں اس پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ یہ ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴ اور ۵ سے مضمون لیا گیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام توبہ کے تعلق میں بیعت کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"یہ توبہ کی حقیقت ہے (جو اوپر بیان ہوئی ہے) اور یہ بیعت کی جز کیوں ہے؟ تو بات یہ ہے کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ جب وہ بیعت کرتا ہے اور ایسے ہاتھ پر جسے اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلی بخشی ہے تو جیسے درخت میں پیوند لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے اسی طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں وہ فیوض اور انوار آنے لگتے ہیں جو اس تبدیلی یافتہ انسان میں ہوتے ہیں"۔ فرمایا توبہ پرانی زندگی سے یا پرانی بدعادتوں سے قطع تعلقی کا نام ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جڑیں جو تمہیں خون پہنچا رہی تھیں جو تمہیں بعض طاقتیں بخش رہی تھیں ان سے تم کٹ کر الگ ہو گئے۔ تو پھر تمہارا وجود کیسے زندہ رہے گا۔ کسی اور سے وابستہ ہونا پڑے گا اور اس پانی سے تمہاری نشوونما ہو گی اور یہ مضمون پیوند کا مضمون ہے۔

ایک شاخ ایک جگہ سے کاٹی گئی اور ایک دوسری جگہ منتقل ہوئی اور جب منتقل ہوئی تو اس پودے، جس میں وہ منتقل ہوئی ہے، اس کی کیفیت بدل دی ہے۔ اب اس مضمون کو بعینہٖ سو فیصدی تو اس جگہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ یہ مثال لفظاً لفظاً پوری کی پوری صادق آئے گی مگر جو صادق آتی ہے وہ حصہ میں آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ جب ایک شاخ ایک درخت سے کٹ کے کسی ایسے درخت کے اوپر منتقل کی جاتی ہے جس میں وہ خوبیاں نہیں جو اس درخت میں تھیں جس کی شاخ ہے تو بظاہر منتقل ہوا ہے ایک اور وجود لیکن فرمایا کہ تم دراصل وہ ہو جو اپنے آپ کو اس شاخ کے حضور پیش کرتے ہو اور جب تم اپنے آپ کو اس شاخ کے حضور پیش کرتے ہو تو تمہاری تمام طبعی صلاحیتیں اس Bud، جو بھی پھولنے اور پھلنے کا ایک بیج اس کے اندر موجود ہوتا ہے شگوفہ، اس شگوفے میں اپنی تمام صلاحیتیں اس کے سپرد کر دیتے ہو۔ اور پھر جب وہ شگوفہ پھوٹتا ہے تو تمہاری پرانی صلاحیتوں کے ساتھ نہیں پھوٹتا، تمہاری صلاحیت کو اپنا رنگ دے دیتا ہے اور ایک نیا پھل اس میں لگ جاتا ہے۔

تو اس پہلو سے ایک بہت ہی اعلیٰ اور پیاری مثال ہے جو بیعت کی حکمت اور اس کے فلسفے کو روشن فرماتی ہے۔ فرمایا جب مثلاً آنحضرت ﷺ کی صحابہ نے بیعت کی تو کیا مقصد تھا۔ وہ یہ تھا کہ جس ہاتھ پر ہاتھ ہے اب یہ غالب ہاتھ ہماری نشوونما کا موجب بنے گا، ہماری ساری صلاحیتیں اس کے تابع ہو گئیں۔ جب تک اس ہاتھ سے الگ رہ کر ہماری صلاحیتیں نشوونما پا رہی تھیں وہ کڑوے، گندے، کسیلے پھل لا رہی تھیں اب ہم نے اس ہاتھ کے سپرد اپنا ہاتھ کر دیا یعنی ہماری تمام تر صلاحیتیں اس کے تابع ہو گئیں اور اب نشوونما جو چیز پائے گی وہ اس ہاتھ کی صلاحیتیں نشوونما پا گئیں نہ کہ ہمارے ہاتھ کی۔ اسی لئے "یداللہ فوق ایدیھم" کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ کا ہاتھ جو مومنوں پر تھا وہ گویا ایسا ہاتھ تھا کہ اللہ کا ہاتھ ہو جو ان پر غالب ہے۔ تو اللہ کی صفات غالب آیا کرتی ہیں اور وہی رنگ وہ ہاتھ قبول کر لیتا ہے جو نیچے ہے۔ پس یہ مضمون ہے جو بیعت کا مضمون ہے۔

اس تعلق میں جماعت احمدیہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اصل بیعت وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی بیعت ہے اور ہر بیعت کے وقت اسی بیعت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں بھی وہی بیعت زندہ ہوئی تھی نہ کہ کوئی نئی بیعت۔ پس خلافت بھی اسی رسول کے تابع ہے جس نے آگے پھر مسیح موعود کو پیدا فرمایا۔ اور مسیح موعود نے جو خلافت جاری کی وہ پھر غلامی در غلامی کا دم بھرنے والی خلافت ہے اور اس سے بیعت کر کے اس کے وجود کی اگر کوئی خوبیاں ہوں تو وہ سرایت کریں گی مگر اس میں جو خوبیاں نہیں بھی ہیں مگر چونکہ وہ ایک منصب کی وجہ سے محمدؐ رسول اللہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے آپ کے ذہن میں آنحضرت ﷺ کی خوبیاں رہنی چاہئیں نہ کہ اس وجود کی تاکہ آپ کا دل محمدؐ سے بیعت کر رہا ہو اور یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھولا ہے۔

"خلیفہ کی طاعت، محمدؐ سے بیعت" کا جو شعر آپ نے سنا ہوا ہے وہ یہ مضمون ہے اصل میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی عارفانہ کلام پر مبنی ہے کہ اطاعت خلیفہ کا وعدہ کیا جا رہا ہے مگر بیعت محمدؐ کی ہے اور وہی بیعت ہے جو سب برکتوں والی ہے۔ اس بیعت کو پیش نظر رکھ کر جب آپ توبہ اور بیعت کے مضمون کو جوڑ کر پڑھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کو از سر نو پڑھتے ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے تو دیکھیں کتنا عظیم الشان ایک زندگی کا سرچشمہ جاری ہو جاتا ہے فرماتے ہیں "تو جیسے کہ درخت میں پیوند لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے اسی طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں وہ فیوض اور انوار آنے لگتے ہیں (جو اس تبدیلی یافتہ انسان میں ہوتے ہیں)"۔ یعنی اس موقع پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے انوار ہیں جو ہر خلیفہ وقت کی بیعت کے وقت لازماً پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ورنہ خلفاء کے معیار بدلتے رہتے ہیں، خلفاء کے حالات بدلتے رہتے ہیں، خلفاء کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور ساری امت کی زندگی ان اتفاقات پر قربان نہیں کی جا سکتی۔

پس امت کی زندگی کی ضمانت کسی خلیفہ کی ذاتی صلاحیت نہیں ہے۔ اس خلیفہ کا یہ عہد بیعت ہے جو حضرت محمدؐ رسول اللہ سے وہ کرتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے ذریعے اس عہد کو اس نے دہرایا ہے وہ امین بن جاتا ہے۔ اور جو اس کی کمزوریاں ہیں وہ اللہ کے سپرد کرتے ہوئے امانت کا حق محمدؐ رسول اللہ کی سنت کے معاملے میں ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس بیعت محمدؐ ہی کی ہے اور کوئی بیعت نہیں ہے۔ اس بیعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی ساری بدیاں دور ہوں گی اور آپ کو وہ توبۃ النصوح کی توفیق ملے گی جو آپ کے

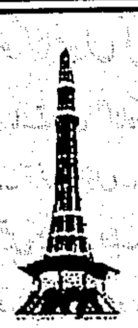
Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

سارے گناہ ختم کردے گی اور آپ کی ہر بدی کو حسن میں تبدیل کرنے کا ایک لازوال سلسلہ شروع کردے گی۔

فرماتے ہیں "بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی، ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اسی وقت حصہ دار ہوگا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاوے۔ منافق آنحضرت ﷺ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے آخر بے ایمان رہے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذہن میں بھی محمدؐ رسول اللہ کی بیعت ہی ہے چنانچہ مثال بھی آپ ہی کی دی۔ منافق آنحضرت ﷺ کی بیعت تو کر چکے تھے مگر وہ تعلق نہ پیدا ہوا جو نئے شگوفے کے ساتھ ہونا چاہئے جس پر انسان اپنے آئندہ کے درخت وجود کا مطمح نظر بنالیتا ہے۔ اس شگوفے سے جو تاثیریں پھوٹیں وہ پیش نظر ہوں تو تب بیعت قبول ہوتی ہے۔ تو فرمایا منافق اس شگوفے کی صلاحیتوں سے، اس کی صفات سے تو تعلق رکھتے نہیں تھے ہاں ہاتھ بیعت کے لئے ایک اور ہاتھ میں تھمادیا اس سے زیادہ ان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی۔

فرمایا "اسلئے ظاہری لا الہ الا اللہ ان کے کام نہ آیا۔ تو ان تعلقات کو بڑھانا بڑا ضروری امر ہے۔ اگر ان تعلقات کو وہ طالب نہیں بڑھاتا اور کوشش نہیں کرتا تو اس کا شکوہ اور افسوس بے فائدہ ہے۔ محبت اور اخلاص کا تعلق بڑھانا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو اس انسان (مرشد) کے ہم رنگ ہو طریقوں میں اور اعتقاد میں۔ نفس لمبی عمر کے وعدے دیتا ہے۔ یہ دھوکہ ہے۔ عمر کا اعتبار نہیں ہے جلدی راستبازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہئے اور صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے"۔ (ملفوظات جلد ا صفحہ ۵)۔ یہ وہی بات ہے جو اس سے پہلے قرآن کریم کی ان آیات کی تفسیر میں بیان کر چکا ہوں جو میں نے پہلے پڑھی تھیں کہ انسان کے متعلق ایک ایسی تنبیہ ہے جو اسے یاد نہ رہے تو اس کا کوئی وقت بھی سچی توبہ کا وقت نہیں ہو سکتا۔ اللہ سریع الحساب ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حساب لے گا تو اچانک تم اپنے عمل کے دور کو ختم ہوتا دیکھو گے۔ ایک یہ معنی بھی ہے یعنی امتحان کب آئے گا، یعنی کب ختم ہوگا۔ اور عمل کا دور کب اختتام پذیر ہوگا اور جزاء کا دور شروع ہوگا اس کا تمہیں کوئی علم نہیں۔ اس لئے اپنا حساب ساتھ ساتھ کرو۔ بنئے کی طرح دن کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرو۔ کیونکہ دن کا ختم ہونا تمہارے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔ تمہاری زندگی کسی لمحہ بھی مٹ سکتی ہے اور ہر لمحے اپنا حساب کرو اور دیکھو کہ اگر آج جان جائے تو سریع الحساب کے سامنے تم کیسے پیش ہوگے۔ کیونکہ تمہاری موت کا لمحہ ہی تمہارے حساب کا لمحہ بننا چاہئے۔ اور یہ ایسا عظیم الشان مضمون جو ہمیشہ دن رات، زندگی کے ہر لمحے میں انسان کو اپنے نفس کا محاسب بنادیتا ہے، انسان اپنے نفس کا محتسب ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے نفس کا محتسب نہ ہو وہ حمقاء کی جنت میں بستا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے احتساب پر مامور فرمادے گا۔

اپنے نفس کا احتساب اس طرح سیکھیں۔ پل پل، لمحہ لمحہ اپنے محتسب بن جائیں اور پھر اپنے اندر نئے حسن پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ وہ قوم ہونگے خدا کی نظر میں جن کے سپرد دنیا کا حساب کیا جائے گا۔ یہی وہ صفت ہے جو انبیاء کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس لئے ساری ان قوموں کا حساب ان کے انبیاء کے سپرد کر دیا گیا ہے جو ان کے مطاع بنائے گئے۔ پس آپ نے تمام بنی نوع انسان کا محتسب بننا ہے تو اس سے پہلے اپنے نفس کا احتساب سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ وہ سلسلہ ہے ہمیشہ جاری رہنے والی ترقی کا جو کبھی اختتام پذیر نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لامتناہی ترقیات سے ہمیشہ نوازتا رہے۔

بائبل کا ایک جائزہ

گوتھن برگ کے ایک اخبار Goteborgsposten میں ۴ر نومبر ۱۹۹۶ء کو بائبل کے بارہ میں West Sweden کے لوگوں کی تحقیق شائع ہوئی ہے کہ وہ بائبل کو کس حیثیت سے مانتے یا سمجھتے ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ جائزہ پیش ہے۔

حیثیت	جواب
☆ خدا کا کلام ہے	٪۷
☆ خدا سے ہدایت پا کر لکھا گیا ہے مگر انسان کے ہاتھ سے	٪۳۰
☆ عقل مندی کی باتیں لکھی ہوئی ہیں مگر خدا کا کوئی دخل نہیں ہے اس کے لکھنے میں	٪۲۴
☆ صرف عام کتاب ہے	٪۱۰
☆ کچھ نہیں کہہ سکتے	٪۲۹

یہ تحقیق ۱۶۱۷ افراد کے انٹرویوز پر مشتمل ہے جن کی عمریں ۱۵ سے ۸۰ سال کے درمیان تھیں۔ یہ تحقیق گوتھن برگ یونیورسٹی کے شعبہ "سوسائٹی۔ رائے دہی اور ابلاغیات" "Mass Media, Opinion Society" کے زیر نگرانی ہوئی ہے۔

(مرسلہ: محمود احمد شمس۔ سویڈن)

اسلام سے نہ بھاگو

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہ مئی میں جرمنی کا دورہ فرمایا۔ اس سفر کے دوران بعض مواقع پر بچوں اور بچیوں نے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی جرمن نظمیں خوبصورت مترنم آوازوں میں پڑھیں۔ ذیل میں ان نظموں میں سے ایک کا اردو ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

اسلام سے نہ بھاگو
کیا تم اس حسن کو نہیں دیکھتے جو اس کے ساتھ آیا
محبت اور رحمت سے بھرپور
کیا اسلام کا خدا بے مثال نہیں ہے

اسلام کی آگ ہر برائی کو جلاتی ہے
اسلام کی ہوا ہمیں ہدایت کا راستہ دکھلاتی ہے
اسلام کی مٹی کو اپنے آنسوؤں سے پانی دو اس وقت تک جب تک
جبرائیل تمہارے لئے الہام نہ لے آئے
اس لئے نبیوں کے بادشاہ محمدؐ پر ایمان لاؤ
اور اس کے روحانی بیٹے غلام احمد پر
اسلام سے نہ بھاگو.........

زندگی کے لئے اسلام ایک گلابوں والا باغ ہے۔
زندگی میں پرندوں کی چہچہاٹ ہمیں اسلام سکھاتی ہے
زندگی کے ذخیرے اسلام میں ہمیں سچا سکون صرف اسلام کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتا ہے
اس لئے نبیوں کے بادشاہ محمدؐ پر ایمان لاؤ اور اس کے روحانی بیٹے غلام احمد پر
اسلام سے نہ بھاگو.........

اسلام اندھیرے اور اجالے کے درمیان پردہ ڈالتا ہے
اسلام تمہیں برے وقتوں میں بھی نہیں بھولتا
اسلام تمہیں ہر قسم کی زاد راہ دیتا ہے۔ جس کی تمہیں ضرورت ہے
اسلام تمہیں معاف کرنا سکھاتا ہے جب تم غصے میں آتے ہو
اس لئے نبیوں کے بادشاہ محمدؐ پر ایمان لاؤ
اور اس کے روحانی بیٹے غلام احمد پر
اسلام سے نہ بھاگو.........

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

چند باتیں، چند یادیں

(شمس النساء قریشی (اہلیہ مکرم محمد اسلم قریشی شہید مبلغ سلسلہ) حال مقیم کینیڈا)

دوسری قسط

ٹرینیڈاڈ میں قیام کے آخری چھ ماہ میں چند ایک عجیب واقعات پیش آئے۔ ایک تو نمایاں بات یہ تھی کہ ہمارے گھر پر نظر رکھی جاتی تھی۔ گھر کے ساتھ ہی ایک پلاٹ خالی پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ سڑک تھی۔ وہاں پر ایک کار کھڑی ہوتی اور ایک آدمی کار کے ساتھ لگ کر ہمارے گھر کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا۔ بعض اوقات یہ کار دو گھنٹہ کھڑی رہتی اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ وقت کے لئے۔ یہ بات ہم سب نے اچھی طرح نوٹ کی ہوئی تھی۔ کئی بار میرا دل چاہتا تھا کہ پولیس میں رپورٹ کی جائے۔ لیکن یہ تو ایسی بات کو سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ میں اور تینوں بچے پریشان ہوتے اور پھر چھوڑ دیتے۔ ایک بار مغرب کے وقت یہ وضو کرنے کے لئے باتھ روم میں گئے تو میں نے کہا پہلے میرے ساتھ آکر اس کار کو دیکھیں جو کہ دو گھنٹہ سے کھڑی ہے اور ایک آدمی مسلسل ہمارے گھر کی طرف دیکھ رہا ہے۔ زبردستی میں پکڑ کر لائی۔ چند سیکنڈ کے لئے یہ کھڑے ہوئے دیکھنے کے لئے اور پھر کہنے لگے یہ لوگ مجھے میرے کام سے نہیں روک سکتے۔ اور پھر واپس چلے گئے کہ نماز کے لئے دیر ہو رہی ہے۔ مجھے ان کے اس طرح کہنے پر حیرانی ہوئی اور یہ شک پڑا کہ شاید انہیں دھمکیاں ملتی رہی ہیں۔ لیکن یہ تو ایسے موضوع پر بات کرنے کے لئے بالکل تیار نہ تھے۔ بعد میں نصیر نے بتایا تھا کہ اباجان کو دھمکیاں ملتی رہتی تھیں اور انہوں نے پرواہ نہ کی کہ یہ باتیں یونہی ہیں البتہ اسے منع کر دیا کہ مجھے نہ بتائے تاکہ میں پریشان نہ ہوں۔ کئی ایک بار میں نے محسوس کیا کہ کار میں ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے۔ ایک بار میرے توجہ دلانے پر کہ یہ ایک کار مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی ہے تو ذرا سا ان کا رنگ بدلا لیکن پھر کار کو تیزی سے آگے لے گئے۔ اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ کئی ایک بار اللہ تعالیٰ نے بال بال بچایا دشمن سے۔

۹ اگست ۱۹۸۵ء کو صبح جب میں سو کر اٹھی تو دل بہت ہی بے چین سا تھا۔ میں نے اٹھ کر فجر کی نماز پڑھی تو خاص طور پر اللہ سے یہ دعا مانگی کہ تو ہی ان کی مدد فرما اور ہر کام میں کامیابی اور برکت ڈال دے اور سب دکھ دور فرما۔ خاص طور پر تبلیغ میں انتہائی کامیاب ہو۔ اس روز غالباً پہلی بار میں نے انتہائی دکھ اور خلوص کے ساتھ ان کی تبلیغ میں کامیابی کی دعا کی۔ دعا کرتے ہوئے مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس شدت کے ساتھ تو میں نے پہلے کبھی دعا نہیں کی اور شکر بھی کیا کہ آج توفیق ملی۔

جمعہ کا دن تھا جو ہمارے گھر میں زیادہ مصروفیت کا دن ہوتا تھا۔ اس روز انہوں نے پورٹ آف سپین (جو کہ ٹرینیڈاڈ کا دارالخلافہ ہے) سے کتابوں کی ایک بلٹی جو کہ مرکز لندن سے آئی تھی لینے جانا تھا۔ چنانچہ ساڑھے سات بجے صبح یہ بھی چلے گئے۔ تقریباً پون گھنٹہ سے ایک گھنٹہ کی ڈرائیو کا فاصلہ تھا۔ ان کے جانے کے بعد میں Sitting Room میں چلی گئی تاکہ بکھری ہوئی چیزیں سمیٹ دوں۔ وہاں کام کر رہی تھی کہ اچانک میرے سینہ میں ٹھک سا ہوا۔ اور میں چونک کر کھڑی ہو گئی۔ بالکل ساکت، چند لمحوں کے لئے۔ اور پھر میں نے چونک کر ایک دم سے کہا کہ نہیں نہیں۔ اللہ میاں ایسا نہیں۔ کیا میرے بچے یتیم ہو جائیں گے؟ کیا نصیر کو اپنی اعلیٰ تعلیم کے خیال کو چھوڑ کر ہمارے لئے کام کرنا پڑے گا۔ اللہ میاں ایسا نہ کرنا، اللہ میاں ایسا نہ کرنا۔ لیکن دل میں یہ خیال میخ کی طرح گڑ چکا تھا کہ جیسے یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اٹل ہے۔ جیسا کہ اب یہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ یہ میرا احساس تھا چنانچہ میں روتی رہی اور دعا مانگتی رہی کہ خدایا ایسا نہ ہو۔

قریباً پونے بارہ بجے کے قریب یہ واپس آئے پورٹ آف سپین سے تو خدا کا شکر ادا کیا کہ خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ پھر ہم سب جمعہ پڑھنے کے لئے فری پورٹ چلے گئے۔ وہاں پر انہوں نے بہت دکھ کے ساتھ بہت اچھا خطبہ دیا۔ مجھے تو بہت خاص لگ رہا تھا۔ اپنے پاکستانی احمدی افراد جو کہ تھوڑا عرصہ قبل جیلوں میں گئے تھے ان کے لئے انہوں نے خاص دعا کی تحریک کی۔ خاص طور پر مکرم الیاس منیر صاحب کے لئے۔

میں نے جمعہ کی نماز پڑھ کر دو سنتیں پڑھیں اور پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید اس مسجد میں آخری بار نماز پڑھ رہی ہوں۔ اس لئے تسلی سے دعا مانگ لوں اور دو نفل بھی پڑھ لوں۔ پہلے میں اس خیال سے نہیں پڑھا کرتی تھی کہ دیکھنے والے یہ نہ سمجھیں کہ دکھاوا ہو رہا ہے۔ لیکن اس روز میں نے اس خیال کو دل سے نکال دیا اور جتنا ممکن تھا وہ کرتی رہی۔

وہاں سے فارغ ہو کر واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ میں عموماً بھی کار کے سفر میں باہر کے نظارے دیکھتی رہتی ہوں۔ لیکن اس روز تو چونکہ میرے آنسو ہی نہیں رک رہے تھے اس لئے باقاعدہ باہر کی طرف رخ کر کے دیکھتی رہی۔ اسی دوران اچانک میرے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ کتنے خوبصورت نظارے ہیں۔ لیکن یہاں قبر نہیں بننی چاہئے۔ دعا کے لئے کون آئے گا۔ اور میں سٹپٹا کر رہ گئی کہ یہ کیسا خیال میرے دل میں سے گزرا ہے۔ فوراً مڑ کر ان کی طرف دیکھا کہ کہیں اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میرے ذہن میں کیسے کیسے خیالات گزر رہے ہیں تو مجھے بالکل پاگل سمجھیں گے۔ چنانچہ ذرا سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور مسلسل دعا کرتی رہی۔

گھر پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا کہ یہاں اس گلی میں ایک اچھا گھر کرایہ کے لئے موجود ہے چلو دیکھ لیں۔ اور پھر ہفتہ کے اندر چلے جائیں۔ کیونکہ مرکز کی طرف سے ہدایت تھی کہ نسبتاً فراخ گھر لیں تاکہ لوگوں کو ویڈیو کیسٹ وغیرہ دکھانے کے لئے مناسب انتظام ہو سکے۔ چنانچہ ہم دونوں وہ گھر دیکھنے چلے گئے۔ گھر کے کمروں کے اندر پہنچے تو ایک کالا مشکوک سا آدمی آموجود ہوا۔ وہ آدمی ہمیں گھورنے کے بعد واپس چلا گیا۔ مجھے ایسے لگا جیسا کہ وہ کسی کو مطلع کرنے یا بلانے گیا ہو۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مکان اچھا ہے میں نے دیکھ لیا چلیں واپس چلتے ہیں ....

تین چار راتوں سے مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ ہمارے گھر کی سیڑھیوں کی جو چھوٹی سی دیوار ہے وہاں سے کوئی ہم پر کمرے میں نظر رکھتا ہے۔ آہٹ محسوس ہونے پر میں اٹھ کر دیکھتی تھی، کھڑکی میں سے تو آہٹ بند ہو جاتی تھی اور کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ میں نے جائزہ لیا کہ اگر اس چھوٹی سی دیوار پر کوئی چڑھ کر بیٹھے تو بڑی آسانی کے ساتھ کھڑکی میں سے ان پر گولی چلا سکتا ہے۔ اپنے متعلق تو مجھے خیال بھی نہیں آیا کہ مجھے کسی قسم کا خطرہ ہے۔ چنانچہ تین راتیں مسلسل کھڑکی کا وہ حصہ بند کر دیتی تھی تاکہ اندر نظر نہ پڑے۔ اور تھوڑا سا پردہ کھینچ دیتی تھی۔ یہ جب صبح نبیلہ کو سکول چھوڑ کر واپس آئے تو کہنے لگے کہ تم یہ کیا کرتی ہو کھڑکی کا ایک حصہ بند ہوتا ہے اور دو حصے کھلے ہوتے ہیں۔ باہر سے اس طرح اچھا نہیں لگتا۔ آئندہ بند نہ کیا کرو۔ تین راتیں تو میں پھر بھی کرتی رہی۔ لیکن جمعہ کی رات کو احساس کچھ یوں تھا کہ اب اسے بند کرنے کی ضرورت نہیں رہی چنانچہ اس رات میں نے اسے بند نہ کیا۔

رات کیسے گزری مجھے یاد ہے کہ مسلسل دعا کرتے اور روتے گزر گئی۔ اگلے دن صبح انہوں نے کہا کہ مجھے بہت سارے کام کرنے ہیں۔ ان کو کاموں کی جلدی تھی۔ مغرب کے بعد یہ واپس گھر آئے۔ کچھ دیر کے بعد کہنے لگے کہ میں ابھی ایک حدیث کی کتاب لینے ایک احمدی کے گھر جا رہا ہوں۔ نصرت نے ان کو کھڑے کھڑے چائے کا کپ لا کر ہاتھ میں دیا۔ جو کہ انہوں نے کھڑے کھڑے باتیں کرتے جلدی سے پیا کہ مجھے دیر ہو رہی ہے میں جا رہا ہوں۔ میں نے کہا صبح کے وقت ہم یہ کتاب لے سکتے ہیں لیکن کہنے لگے میں اس وقت یہ بوجھ ذہن سے اتارنا چاہتا ہوں۔ حدیث تو مجھے آتی ہے صرف اتنی بات ہے کہ اگر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرے تو اسے کھول کر دکھا سکوں۔ میں نے کہا کہ جس نے ماننا ہوتا ہے وہ اسطرح کے مطالبے نہیں کرتے۔ اور جو مطالبہ کرتے ہیں وہ دکھانے پر بھی نہیں مانتے۔ لیکن یہ کہنے لگے کہ میں اپنی طرف سے تو حجت پوری کر سکوں۔ نصیر فکر سے کہنے لگا اباجان میں آپ کے ساتھ جاؤنگا۔ یہ کہنے لگے کہ نہیں تم دیر کروا دو گے تیاری میں۔ نصیر کو کافی بے چینی سی تھی کہ اباجان اکیلے نہ جائیں .... ان کی کار کے چلتے ہی میری پیچھے نظر پڑی تو ایک کار کونے سے ان کے پیچھے چل پڑی اور ساتھ ساتھ ہی وہ اس طرح سے لائٹ دے رہی تھی کہ جیسے کسی کو اشارہ کر رہی ہو۔ میرے دل کو دھکا سا لگا۔ کافی پریشان ہوئی لیکن کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔ دل کر رہا تھا کہ پولیس کو فون کر دوں لیکن گھر پر فون نہ تھا باہر نکلنا آسان نہیں تھا۔ رات کا اندھیرا تھا۔ بس دعا کرتی رہی۔ کھانے کو ہم تینوں کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ کافی انتظار کیا۔ جب وہ وقت گزر گیا جس میں کہ خیال تھا کہ نصیر اور اس کے اباجان واپس آ جائیں گے تو پریشانی شروع ہوئی۔ پیاری نبیلہ نے تو بستر پر لیٹ کر رونا شروع کر دیا۔ بہت مشکل سے اسے بہلایا اور سوچا کہ کھانا کھا ہی لیں۔ دل تو بالکل نہیں چاہ رہا تھا لیکن نبیلہ کو باتوں میں لگانے کے لئے بظاہر خوشی خوشی کھانا کھایا۔ کیسے کھایا یہ میں ہی جانتی ہوں یا میرا خدا۔ نبیلہ نے بھی غالباً تھوڑا سا کھایا۔ اور پھر دوبارہ لیٹ کر باقاعدہ رونے لگی۔ پریشانی تو مجھے بھی انتہائی درجہ کی تھی۔ لیکن پھر نبیلہ کو باتوں میں لگایا کہ آپ کے اباجان کو کوئی نیا آدمی مل گیا ہوگا اور وہ تبلیغ میں بھول گئے ہونگے کہ گھر کب واپس جانا تھا۔ آج میں انہیں اچھی طرح سے کہہ دونگی کہ آئندہ اسی وقت واپس آجایا کریں ورنہ نبیلہ کا تو کوئی حال نہیں رہتا۔ بہرحال نبیلہ بہلی نہیں اور رات کے گیارہ بج گئے۔ اتنے میں گیٹ پر کار رکنے کی آواز آئی۔ میں بھاگ کر گئی باہر دیکھنے کے لئے تو مکرم ساقی صاحب مع اپنی بیگم صاحبہ کے اتر رہے تھے۔ یہ لوگ پورٹ آف سپین کے قریب رہتے تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ کی ڈرائیو تھی۔ ان کے آنے سے میں سمجھ گئی کہ کوئی خطرناک حادثہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ میں بھاگ کر گئی۔ اپنا چہرہ جلدی جلدی صابن سے رگڑ کر دھویا اور پھر آکر ان کے لئے دروازہ کھولا۔

عجیب سی کیفیت تھی۔ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ان سے کیا سوال کروں۔ ان کی بیگم صاحبہ پوچھنے لگیں کہ مولوی صاحب آگئے ہیں۔ میں نے کہا نہیں لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں کہنے لگیں کہ ہمیں پتہ چلا تھا کہ ان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ہم اس لئے آئے ہیں۔ میں نے کہا نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا بات کچھ اور ہے۔ وہاں پر ایکسیڈنٹ ہو ہی نہیں سکتا (آبادی کا آخری تو گھر ہے) وہ کہنے لگیں کہ ہمیں فلاں نے یہ بتایا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کو اتنی دور اطلاع پہنچا دی تو مجھے کیوں نہیں بتایا۔ میں انہیں بٹھا کر نماز پڑھنے چلی گئی کیونکہ پریشانی میں ابھی تک نماز نہیں پڑھ سکی تھی۔ بہرحال اتنی دیر میں اور جماعت کے لوگ آنے لگے۔ میں نے کہا کہ آپ سب خاموش کیوں ہیں۔ مجھے صاف بات بتائیں۔ لیکن سب کہنے لگے کچھ نہیں ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ اور مولوی صاحب ہسپتال میں ہیں۔ آخر گھنٹہ کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب بتا دینا چاہئے۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد اسحاق ساقی صاحب مرحوم نے ہم تینوں کو بٹھا کر کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ مولوی صاحب کو شوٹ کر دیا گیا ہے۔ میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ نصرت نے ایک دم رونا شروع کر دیا۔

نبیلہ پیاری بالکل ساکت دور بیٹھی تھی۔ اس کا رونا ختم ہو چکا تھا۔ میں نے اسے قریب بلایا اور پوچھا کہ کیا آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ کیا ہوا ہے تو سر ہلا کر کہنے لگی ہاں مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا کہ کیا ہونا ہے۔ اس نے تین دن قبل واضح خواب دیکھ لی تھی اور اس روز بہت روئی تھی اور سکول بھی نہیں گئی تھی۔ تھوڑی سی بتائی بھی تھی مجھے اور پوچھتی رہی تھی مجھے کہ کسی کو خواب میں فوت ہوتے دیکھیں تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے ک اس کی عمر دوگنی ہو گی۔ کہنے لگی کہ میں نے اباجان کو ایسا دیکھا ہے لیکن یہ بالکل اصلی ہے۔ بہت روئی تھی اور اس کے ذہن پر اس کا ہی اثر تھا تب ہی ان کے ذرا سی دیر ہونے پر اس نے رونا شروع کر دیا تھا۔ لیکن خبر سن کر بالکل گم سم ہو کر رہ گئی۔

اب مجھے نصیر کی فکر ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ نصیر کہاں ہے پتہ چلا کہ پولیس سٹیشن میں۔ بہت بے چینی ہوئی کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ ان کے متعلق تو مجھے حقیقتاً یہ تسلی ہوئی کہ اللہ میاں نے زیادہ تکلیف سے بچا لیا۔ زندگی اور موت کی کشمکش سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ اور پھر انہوں نے شہید کی زندگی پائی کیونکہ دو دن سے میں بھی مسلسل روتی رہی تھی اور دعا کرتی رہی تھی چنانچہ وقت آنے پر اللہ تعالیٰ نے مجھے حوصلہ بخشا کہ اور باتوں کی طرف دھیان کر سکوں۔ تقریباً دو بجے کے قریب نصیر گھر آیا۔ سلام کے بعد آتے ہی میرے ہاتھ پکڑ لئے کہ امی آپ کا کیا حال ہے۔ میں اس کے حوصلے پر حیران ہوئی۔ کہا کہ ٹھیک ہوں کہنے لگا مجھے تو خیال تھا کہ آپ کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا۔ آپ تو ٹھیک ہیں۔ میرا تو بہت برا حال ہوا تھا۔ نصرت کو ناراضگی ہوئی کہ ہم کب ٹھیک ہیں۔ بہرحال غم میں کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ نصیر ہمیں حوصلہ دے رہا تھا۔ بہت زیادہ اثر تھا اس کے ذہن پر، مسلسل بول رہا تھا۔ جب اسے تسلی ہوئی کہ امی ٹھیک ہیں تو اس نے اپنی کمر سے کپڑا ہٹا کر دکھایا کہ دیکھیں امی کوئی چوٹ وغیرہ تو نہیں ہے۔ ان خبیثوں نے بہت زور سے میری کمر پر بندوق کی نالی رکھ کر دبایا تھا کہ اگر حرکت کی تو گولی مار دیں

گئے۔ میں نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا، تسلی دی کہ کچھ نہیں ہوا۔

ان کی شہادت چھ انچ کے فاصلہ سے سر میں بائیں طرف پیشانی میں گولی لگنے سے ہوئی۔ ظالم لوگ یقین کرنے پر کہ ان کی جان نکل چکی ہے تب زمین پر لٹا کر بھاگ گئے۔ پہلے غالباً کچھ لوگوں نے انہیں پکڑے رکھا اور کھڑے کھڑے سر پر گولی چلائی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جب یہ ایک احمدی فیملی کے گھر سے حدیث کی کتاب لے کر باہر نکلے ہیں تو واپسی کے لئے جہاں سے Turn لینا تھا وہاں پر ایک آدمی اپنی کار کھڑی کر کے یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے کہ ٹھیک کر رہا ہو۔ چنانچہ انہیں کار موڑنے کے لئے ذرا آگے اندھیری جگہ پر جانا پڑا۔ وہاں پر تین چار کاریں پہلے ہی ان کو گھیرنے کے لئے تیار تھیں۔ چنانچہ کچھ لوگ کاروں سے نکلے اور ان کی کار کو گھیرے میں لے لیا اور مکرم قریشی صاحب کے قریب جا کر ایک بدبخت نے کہا کار سے باہر نکل آؤ ورنہ گولی مار دیں گے۔ چنانچہ یہ باہر نکل آئے اور صورت حال دیکھ کر گھبراہٹ کے ساتھ نصیر کی مدد کے خیال سے اس طرف مڑے لیکن چند آدمیوں نے ان کو پکڑ لیا۔ اتنے میں ایک آدمی نے نصیر کو کار کے اندر ہی سیٹ پر گرا کر کمر کے پیچھے بندوق کی نالی لگا دی اور کہا کہ اگر حرکت کی تو مار دوں گا۔ اس کے بعد نصیر نے گولی چلنے کی آواز سنی۔ اور پھر انہیں باتیں کرتے سنا کہ یہ مر چکے ہیں۔ اور پھر سب کاروں میں بیٹھ کر بھاگ گئے۔ غالباً چار پانچ یا زیادہ آدمی تھے۔ نصیر نے فوراً اٹھ کر دیکھا لیکن اندھیرا ہونے کی وجہ سے کسی کی شکل وغیرہ نہ پہچان سکا البتہ اتنا اندازہ ہوا کہ کافی لوگ تھے۔ کار سے باہر نکلا۔ ابا جان کو دیکھا کہ زمین پر پڑے تھے۔ اور بیشمار خون بہہ رہا تھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر اپنے احمدی کا گھر تھا جہاں سے ابھی نکلے تھے۔ چنانچہ نصیر بھاگ کر ان کے ہاں گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا اور کھلنے پر بیہوش ہو کر اندر گر گیا۔ دونوں میاں بیوی نے اسے ہوش دلائی اور پوچھا کیا ہوا تو نصیر نے بتایا کہ چند لوگوں نے میرے ابا جان کو مار دیا ہے۔ اور وہ باہر پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں بتا کر نصیر پھر واپس بھاگا اور سڑک پر جاتی ہوئی کاروں کو روک کر درخواست کی کہ میرے ابا جان کو اپنی کار میں ڈال کر ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ابھی زندہ ہوں۔ لیکن دو تین کاروں میں سے کوئی نہ رکی۔ اتنی دیر میں وہ احمدی بھائی اپنی گاڑی لے کر آ گئے اور انہیں کار میں ڈال کر ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ لیکن اس نے بتایا کہ یہ تو اسی وقت جب گولی لگی تھی فوت ہو چکے ہیں۔

انکی شہادت کے وقت نصیر ان کے ساتھ تھا۔ اس نے بتایا کہ اس روز اپنے گھر سے لے کر آخر تک ابا جان بہت ہی غیر معمولی بشاشت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ ان کی ساری خوشی جماعتی باتوں میں ہوتی تھی۔ چنانچہ بہت خوشی کیساتھ مختلف ترقی کے پروگرام یا جن پروگراموں میں کامیابی ہوئی وہ گفتگو کا موضوع رہے۔ نصیر بتا رہا تھا کہ ابا جان بہت ہی خوش تھے اتنا خوش پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر ذرا غم سے کہنے لگا مجھے خیال آتا ہے کہ شہادت کے وقت ابا جان ڈر تو نہیں گئے ہونگے۔ لیکن پھر خود ہی کہنے لگا کہ میں نے کسی قسم کی آواز نہیں سنی۔ اس لئے ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ ان کی شہادت کے بعد ایک بات ہم نے بہت نمایاں طور پر محسوس کی کہ ان کے چہرہ پر بہت خوبصورت مسکراہٹ تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے جب مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا ان کا چہرہ ٹھیک تھا یعنی کہ دیکھنے کے قابل تھا تو میں نے حضور کو بھی بتایا کہ چہرہ بالکل ٹھیک تھا بلکہ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

عزیزم نصیر نے جو ہمت دکھائی یہ بالکل معجزانہ تھی۔ دیکھنے میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ ذہن پر بہت اثر ہے۔ میں اس کے لئے کئی سال دعا کرتی رہی کہ اللہ تعالیٰ اس کی ذہنی کیفیت کو محض اپنے فضل کے ساتھ ٹھیک رکھے۔ ان کی شہادت کے ساتھ ہی انتہائی ذمہ داری کے ساتھ سب کام کرنے شروع کئے۔ پہلے ہمارا خیال کیا پھر جماعت کے لوگوں کی طرف توجہ کی۔ صبح ہونے سے قبل ہمسایوں کے گھروں میں خود جا کر اطلاع دی۔ ایک دو پاکستانی آدمی ہمارے واقف تھے ان کے ہاں کسی کے ساتھ جا کر اطلاع دے آیا۔ اپنے ٹیچرز اور کلاس فیلو وغیرہ کو بتا کر آیا۔ بے شمار اخباری نمائندوں کے سوالات کے جواب دئے۔ پولیس افسران جو کہ ہمہ وقت گھر پر آ رہے تھے ان کو پوری رپورٹ لفظ بلفظ لکھوائی۔ جماعت کے لوگوں کو توجہ دلائی کہ ہم لوگ یہاں پر اکیلے ہیں کسی نہ کسی کو ہمارے پاس رہنا چاہئے۔ پیارے آقا سے فون پر درخواست کی کہ حضور ہم بالکل اکیلے ہیں آپ ہمارے پاس کسی کو بھجوائیں۔ میں تو حیران رہ گئی جب اس نے یہ بات کی۔ کیونکہ مجھے اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ ویسے میں پریشان ضرور تھی۔ پیارے آقا کی شفقت کا یہ عالم کہ ایک بچے کی درخواست کو معمولی نہ سمجھا بلکہ تین دن میں امریکہ سے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب تشریف لے آئے اور مشن کو سنبھال لیا۔

جب ہم لندن پہنچے تو وہاں جا کر ہی نصیر کے وہاں پر رہنے کا فیصلہ ہوا۔ بلکہ پیارے آقا نے عزیزہ نصرت سے بھی کہا کہ یہاں رہ جاؤ پڑھائی کے خیال سے۔ لیکن پھر جب نصرت نے کہا کہ نبیلہ میرے بغیر نہ رہ سکے گی، یا تو یہ بھی رہ جائے۔ تو پیارے آقا نے فرمایا کہ اس طرح تمہاری امی اکیلی رہ جائیں گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس وقت آپ ساتھ ہی چلی جائیں۔

پاکستان واپسی کے لئے اگلے روز ہم لندن کے ائرپورٹ پر تھے تو مجھے کسی نے بتایا کہ نصیر اکیلا بیٹھا رو رہا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ بھی ساتھ چلا جائے۔ مجھے لازمی بات ہے کہ انتہائی بے چینی ہوئی۔ میرے سامنے اب تک وہ نہیں رویا تھا۔ چنانچہ اس کے پاس گئی۔ پیار سے پوچھا کیا چاہتے ہو ایک دو منٹ میں ہی یکدم سے چہرہ صاف کر کے اٹھ کھڑا ہوا کہ امی میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہیں پر رہوں گا۔ دل تو میرا ابھی کٹ رہا تھا لیکن نصیر کے حوصلہ نے مجھے بھی حوصلہ دلایا۔ اور میں نے کہا کہ ٹھیک ہے جیسا تم چاہتے ہو کر لو۔ چنانچہ جب جدا ہونے کا وقت آیا تو نصیر کہنے لگا کہ امی پتہ نہیں آپ یہاں آ سکیں گی یا کہ نہیں۔ کچھ سالوں میں میں ہی آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ پتہ نہیں کتنی لمبی جدائی ہو گی شاید سات سال لگ جائیں لیکن کچھ نہ کہا۔ اللہ کے حوالے کیا اور ہم تینوں وہاں سے رخصت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی بے پایاں رحمت شامل حال رہی۔ پیارے آقا، پیارے حضور کی بے پایاں شفقت و پیار نے ہمیشہ حوصلہ بڑھائے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے باپ کی کمی روحانی باپ کیساتھ بااحسن پوری فرما دی۔ پیارے حضور کا بابرکت وجود عزیزم نصیر کے لئے اور ہم سب کے لئے رحمت کا گھنا سایہ ہے جس کی چھاؤں تلے ہم سب سکون محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت و عمر اور تمام کاموں میں بہت برکت دے۔ خاکسارہ تمام قارئین سے بھی اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اصلاح و تربیت کے پروگرام ہوں اور ہم قرآن و سنت کے طریق سے تعلق کاٹ کر اپنی عقل سے انہیں سلجھانے کی کوشش کریں تو یہ ناممکن بات ہے۔

حضور نے اس راہ میں آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں۔ اگر یہ مشکلات نہ ہوتیں تو آج سے بہت پہلے آپ فنا ہو جاتے۔ یہی مشکلات آپ کو خدا کی طرف جھکنے پر مجبور کرتی ہیں۔ آپ کو مزید ترقیات ان مشکلات کی وجہ سے اس لئے ملتی ہیں کہ جب آپ ان مشکلات سے نہیں ڈرتے اور اللہ کی طرف جھکتے ہیں تو اللہ کی نصرت آپ کو ملتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ترقی کے نتیجے میں ہماری آزمائشیں بڑھیں گی اور لازم ہے کہ ان آزمائشوں کے نتیجے میں ہمارے سر خدا کے حضور اور جھک جائیں اور ہم اس کے شکر گزار بنیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت ترقی مل رہی ہے۔ ہر ملک کا فرض ہے کہ آنے والے کو بتائے کہ یہ طاقتیں تمہارے کام نہیں آئیں گی اگر تم نے خدا کو اپنا سہارا نہ سمجھا۔ حضور نے ترقیات کے ساتھ وابستہ خطرات کی نشان دہی کرتے ہوئے ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے ابھی سے اقدام کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ آنے والی مصیبتوں کا سب سے اہم حل یہ ہے کہ نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر خدا کے ساتھ باندھ دیں۔ کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے۔ اس کے بغیر ان قوموں کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے جیسا کہ بتایا تھا کثرت سے تربیتی کلاسز کے اجراء کی ضرورت ہے۔ جن ممالک میں یہ ہو رہا ہے وہاں خدا کے فضل سے غیر معمولی برکت نصیب ہوئی ہے۔ ان میں اپنی قوم میں تبلیغ کا سلیقہ پیدا ہوا ہے۔ انہیں سمجھایا گیا ہے کہ ہر مشکل کے وقت دعا کرنی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جرمنی میں بھی اسی بنیادی بات کو کامیابی نصیب ہو رہی ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی ہے کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہونگی تو ان میں سے کچھ لوگ مرکز میں پہنچیں اور وہاں تعلیم پا کر واپس جا کر لوگوں کو دین سکھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی رہتا ہے مگر جب ان میں سے لوگ اٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد اپنی قوم میں پیغام پھیلائیں تو اسے غیر معمولی برکت ملتی ہے۔

حضور نے فرمایا جوں جوں جلسہ کا وقت قریب آ رہا ہے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اس بڑھنے کے نتیجے میں آپ کو تکبر کی بجائے عاجزی ملی ہے تو آپ ضرور کامیاب ہونگے ورنہ آپکی تربیتی کلاسز کو کچھ بھی کامیابی نصیب نہیں ہو گی۔

حضور نے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے۔ کچھ قومیں ایسی ہیں جو کسمپرسی کی حالت میں غربت کا شکار ہیں۔ لیکن بہت ایسی ہیں جو اس قسم کی مالی امداد کی محتاج نہیں مگر ان کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی کچھ نہ کچھ کوشش ضرور کرنی ہو گی۔ حضور نے تفصیل سے اس مضمون کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ دوسرے کو مالی قربانی کا فیض بخشنا یہ سب سے بڑا فیض ہے اور مالی قربانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزمرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا یہ ادنیٰ درجہ کا فیض ہے۔ اس سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ وہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اسے عطا کرنے والا ہاتھ بنائیں۔

حضور نے فرمایا کہ غریبوں کے لئے محسن بن جائیں اس لئے نہیں کہ اس کے نتیجہ میں وہ احمدی ہو جائیں گے۔ اس غربت کے ازالہ کو مؤلفۃ القلوب کے مضمون سے نہ ملائیں۔

حضور نے فرمایا ایسی خدمت کرنے کی تحریکوں میں شامل ہوں جو خالصۃً اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے والی تحریکیں ہیں۔ ساری دنیا میں اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور جو مٹی میں پڑے ہوئے ہیں ان کو اٹھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا یہ ایسے کام ہیں جن میں شامل ہونا چاہئے۔

حضور نے تاکیدی نصیحت فرمائی کہ جو آئندہ دو تین ماہ ہیں ان میں خصوصیت سے ان نصائح کی طرف متوجہ ہوں۔ جتنا زیادہ آپ احسان کریں گے اللہ اتنا ہی احسان کرے گا۔ جتنا خدا کا شکر کریں گے اتنا ہی اور بڑھیں گے۔

بقیہ مختصرات از صفحہ نمبر ۲

☆ نظام خلافت جماعت پر خدا تعالیٰ کا عظیم انعام ہے۔ پہلی خلافت کے بعد ابتلا آیا تو ہم اپنی نسلوں کو کیا نصیحت اور وصیت کرتے رہیں؟ حضور نے مؤثر انداز میں فرمایا کہ خلافت سے الگ ہونے والوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہا جبکہ ساری دنیا میں خلافت کی وجہ سے ہماری جماعت میں یکجہتی اور اتحاد پایا جاتا ہے۔ اور تمام دنیا کے لوگ خواہ کسی مذہب اور ملک سے تعلق رکھتے ہوں، احمدیوں سے اعلیٰ اخلاق کی توقع رکھتے ہیں اور خواہ کہیں بھی کسی احمدی سے کوئی ذرا سی لغزش ہو جائے تو فوراً مجھے لکھ دیتے ہیں۔ اس لئے اپنی نسلوں کو نظام خلافت کی برکات سے باخبر رکھیں۔

☆ آج کل پاکستان میں Hapititus کی وبا بہت عام ہو رہی ہے۔ کیا ہومیوپیتھی میں اس کا مؤثر علاج موجود ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے بہت وضاحت کے ساتھ اس بیماری کے اسباب پر روشنی ڈالی اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔

☆ ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں سے ایک تحریر کا ایک حصہ پڑھ کر اس کی وضاحت کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور نے تفصیل سے وضاحت فرمائی۔

☆ ایک دوست نے کہا کہ مولانا نذیر احمد مبشر صاحب کی عظیم الشان قربانیوں کے تذکرے سن کر رشک آتا ہے۔ آج کل ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا آج کل بھی جماعت عظیم قربانیاں پیش کر رہی ہے اور احمدیوں کو سخت سزائیں دی جا رہی ہیں اور حضور نے جماعت پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور جاں نثاران احمدیت کے صبر و استقامت اور شجاعت کا ذکر فرمایا۔

☆ اسلام کس قسم کی شاعری کی اجازت دیتا ہے؟ اس پر بھی حضور انور نے انتہائی لطیف رنگ میں روشنی ڈالی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں نبی اور بادشاہت کے وعدوں کا تذکرہ۔ ہومیوپیتھی کے تعلق میں placenta priria کے معجز نما شفا بخش تجربات کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ثبوت کے طور پر نظام شفا کو اس طور پر رکھ دیا ہے کہ انسان اس کی ہستی کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ روح اس دوائی کے معجز نما پیغام کو پڑھتی اور رد عمل دکھاتی ہے۔

(ا۔م۔چ)

مجلس سوال وجواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اردو بولنے والے احباب جماعت کی ملاقات مورخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۹۶ء میں جو دلچسپ سوال وجواب ہوئے ان میں سے بعض ذیل میں افادہ احباب کے لئے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرتا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب (ربوہ) نے کیسٹ سے سن کر مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء (مدیر)

دوسری قسط

علم کلام میں ایک نئی روشنی کا ظہور

اسلامی اصول کی فلاسفی میں پانچ سوالوں کا انتخاب سوامی شوگن چندر نے کیسے کیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا پانچ سوال جو ہوئے تھے وہ دراصل سوامی شوگن چندر صاحب کے دل میں ہمیشہ کرید پیدا کرتے تھے۔ مگر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جو سوالات پیش کئے تھے وہ بعینہ اس شکل میں آخری صورت میں نہیں تھے مثلاً اس میں آپ نے یہ لفظ دیکھا ہوگا کہ کرم کا کیا مطلب ہے، اخلاق کیا ہیں، انسان بغیر مذہب کے بھی اخلاق حاصل کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس قسم کے سوالات تھے جو عام طور پر دنیا کے ہر مذہب والوں کی سوچ اگر بیدار ہو جائے تو ایک مخمصہ ڈال دیتے ہیں اور عموماً اٹھنے والے سوال ہیں۔ ہندو پس منظر کی وجہ سے اس نے لفظ کرم استعمال کیا۔ اخروی زندگی کے متعلق سوال اس لئے پیدا ہوئے کہ اگر اس نے واپس یہاں نہیں آنا تو پھر کہاں جائے گا۔

پس یہ متفرق باتیں ہیں جو اس نے پیش کی تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر سے رفتہ رفتہ سوالوں میں ڈھلی ہیں۔ اور پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض یاب ہونے کے بعد لاہور گیا ہے اور بعض دوسرے مقامات کا بھی سفر کیا ہے اور وہاں کے بڑے بڑے لوگوں کو جہاں جہاں بھی کوئی مستند اور مانا ہوا مذہبی رہنما تھا اس سے ملا۔ اور ان سب نے اس تجویز کو بہت پسند کیا ہے کہ بہت ہی اعلیٰ تجویز ہے۔ لیکن ان کو یہ نہیں پتہ تھا کہ جو شرط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگا دی وہ اس نے نہیں لگائی تھی اور وہ یہ تھی کہ اپنی الٰہی کتب سے ثابت کریں۔ اس میں آکر وہ بے چارے پکڑے گئے۔ یوں ہی بھولے سے منہ کے ساتھ مان گئے۔ وجہ یہ تھی کہ بعض مذاہب میں اپنی عقل کی باتیں اپنے مذہب کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں اور عامۃ الناس میں یہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ واقعۃً یہ اسی مذہب کی تعلیم تھی۔ جس طرح آریہ سماج نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو ٹکر لی ہے اسی اصول پر آریوں کو مار پڑی ہے کہ تم کہتے ہو ویدوں میں یہ ہے تو ویدوں سے خالص توحید نکال کے تو دکھاؤ۔ تم نے اسلام سے سیکھی اور منسوب کر رہے ہو ویدوں کی طرف۔ یہ ہے وہ بنیادی اصول جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی تائید میں علم کلام میں ایک نئی روشنی پیدا کی ہے اور ایسے اصول پیش کئے ہیں جن کے بعد اسلام مغلوب نہیں ہو سکتا۔

پس یہ جو پانچ نکات ہیں یہ اکیلے سوامی شوگن چندر کے مکمل تیار شدہ خیالات نہیں تھے اس کے خیالات نے ایک حرکت پیدا کر دی سوچوں میں لیکن بنیادی طور پر سوال پہلے اس کے دماغ میں اٹھا ہے اور اس نے جب پیش کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو پالش کر کے بتایا کہ اگر یہ سوال کرنا ہے تو اس طرح کرو اور وہ بات اس کے دل کو لگ گئی۔ چنانچہ پھر وہ سوال بنا کر جگہ جگہ گھوما ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مذہبی رہنماؤں کو پسند آئے مگر ان کو یہ نہیں پتہ چلا کہ وہ اس سے کس مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ محض الٰہی کتب کے حوالے سے ان سب باتوں پر روشنی ڈالنا کوئی عام بات نہیں ہے۔ اگر کہیں الٰہی کتب میں یہ باتیں تھیں اور ہونگی تو امتداد زمانہ سے وہ مٹ گئیں۔ نظروں سے اوجھل ہو گئیں یا انسانی تعلیم ان پر غالب آگئی۔ یہ جو دقتیں تھیں وہ قرآن کی راہ میں حائل نہیں تھیں۔ ان میں سے ایک بھی قرآنی تعلیم کی راہ میں حائل نہیں تھی۔

اسلامی اصول کی فلاسفی کا حیرت انگیز اعجاز

ضمناً یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ اسلامی اصول کی فلاسفی میں حضور علیہ السلام نے بنیادی مسائل اٹھائے ہیں اختلافی مسائل نہیں اٹھائے اور بنیادی مسائل ہی کو احمدیت اور اسلام کی فتح قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ سارے بنیادی مسائل دراصل اختلافی مسائل ہی ہیں۔ مثلاً مرنے کے بعد کیا ہوگا اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ سارے اختلافی مسائل ہیں کیونکہ اس بارہ میں ہندوؤں کا اور تصور ہے، بدھ اسٹوں کا اور ہے اور عیسائیوں کا اور ہے اور آریوں کا اور تصور ہے۔ یہود کا اور ہے آپس میں بہت فرق ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نمایاں طور پر کام کیا ہے اس کا ایک انگریز نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عقل و دانش کے ساتھ ایک چیز کو ثابت کر کے پھر قرآن کے حوالے برمحل پیش کرنا، یہ وہ چیز ہے جس نے اس کتاب کو ایک اعجاز عطا کر دیا ہے۔ اور یہ ہے بنیادی بات! بحث عقلی اٹھائی اور پھر عقلی بحث سے ثابت کر دیا کہ یہی عقیدہ ہونا چاہئے اور قرآن کے حوالے ساتھ دے کر ان عقائد کے اوپر مہر تصدیق ثبت فرما دی اور دوسرے کے لئے اب چارہ نہیں رہا۔

غرض جو لوگ متاثر ہوئے تھے وہ عقلی استدلال کی طاقت سے متاثر ہوئے تھے اور جب قرآن کریم کے حوالے ساتھ ساتھ اس استدلال کو چمکاتے رہے اور قوت عطا کرتے رہے تو سوائے اس کے کہ دل عش عش کر اٹھے ان کے پاس کوئی چارہ ہی نہیں رہا تھا۔ حضرت بھائی جی نے جس طرح لکھا ہے کہ میں نے آریوں کے منہ سے سبحان اللہ کہتے سنا ہے۔ وہ آریہ جن کو پہلے بڑے سخت الفاظ میں چیلنج دیا جا چکا تھا کہ تم مات کھا جاؤ گے، تمہیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور تمہاری کوئی پیش نہیں جائے گی مگر خدا نے فرمایا کہ مضمون بالا رہے گا غالب رہے گا۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد وہ بڑے معاندانہ رویہ سے آئے ہونگے۔ ان کے دل میں ہوگا کہ اچھا پھر دیکھتے ہیں ہم نے ہی سننا ہے ہم ہی نے فیصلہ کرنا ہے۔ وہ ایسے غیر معمولی الٰہی تصرف سے مغلوب ہو گئے ہیں کہ مضمون کی شان و شوکت اور اسکی اندرونی دلائل کی قوت ان کو بالکل بے اختیار اور مبہوت کر گئی۔ یہ ہے مضمون بالا رہا کی پیش گوئی! ورنہ محض ایک اچھا مضمون ہوتا اور اتفاقاً غالب آجاتا تو بات نہ بنتی۔ ان کے ذہنوں کو جتنا کرید کرید کر بیدار کیا گیا۔ وہ اشتہار جو میں نے پڑھ کر سنایا تھا اس کی زبان ہمارے خواجہ کمال الدین صاحب کے نزدیک بڑی غیر محتاط زبان تھی۔ وہ اونچی جگہوں پر اشتہار لگوا رہے تھے اور میرے نزدیک یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مضمون پڑھنے کی سعادت سے محروم کر دیا اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اچانک شفا ہو گئی اور خدا کے فضل سے انہوں نے پھر مضمون پڑھنے کا حق ادا کیا۔

قومی ترقی کا بنیادی اصول

بحیثیت مسلمان ہم حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا کسی کا یہ کہنا جائز ہے کہ میں یہودی بھی ہوں، عیسائی بھی ہوں اور سب سے بڑھ کر مسلمان بھی ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ بات اسی طرح جائز ہے جس طرح کوئی انسان کہے کہ میں بندر بھی ہوں، کتا بھی ہوں اور ان سے بڑھ کر انسان بھی ہوں۔ کیا یہ بات ناجائز ہے؟ سوال کرنے والے دوست نے کہا یہ معیوب ہے۔ حضور نے فرمایا کیوں معیوب ہوگا؟ آپ ڈاکٹر ہونے کے لحاظ سے ارتقاء کو سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انسانی زندگی کے ابتدائی مراحل میں حیوانی زندگی تھی۔

خدا نے ان جانوروں کی حالت سے نکال کر انسان کو بنایا ہے اور اسے Perfection دی ہے تو اس لئے ادنیٰ حالتیں انسان ہی کی حالتیں ہیں تبھی اللہ تعالیٰ انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں نباتات کی طرح اگایا ہے تو اس لئے کہنا تو جائز ہے کہ میں کتا، بلا سب رہا ہوں۔ نعوذباللہ من ذالک۔ لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ ان جانوروں والی حالتوں سے نکل کر انسان بنا ہے۔ ان ردی حالتوں کو ایک طرف پھینکا گیا ہے اور اس سے پھر وہ پاک اور کامل وجود نکالا گیا ہے۔ اب ایک پھل دیکھیں جن لوگوں کے دل میں ابھی بھی یہ تردد ہو ان کے لئے یہ سوچ کافی ہونی چاہئے کہ پھل بہت ہی پیارا پھل یہ دعویٰ کرے کہ میں تمہارے فضلے سے اور گندگی سے اور فلاں فلاں غلیظ چیز سے اور پیشاب سے نکل کر دیکھو میں کیا بن گیا ہوں۔ وہ دعویٰ تو کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں کیونکہ ان حالتوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ ان حالتوں میں سے کوئی باقی نہیں رہی اور جو باقی رہی اس کو امارہ اور لوامہ کی لڑائی نے ختم کر دیا۔ پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں فلاں بھی ہوں اور فلاں بھی۔

اب یہودی اور عیسائی کا معاملہ ایسا قابل نفرین ہرگز نہیں جو میں بیان کر رہا ہوں۔ یہ تو آپ کو سمجھانے کی خاطر بتا رہا ہوں۔ یہ بہت پرانی بات ہے جب انسان جانوروں کی ان حالتوں میں سے گزرا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان جانوروں کی حالتوں میں سے گزرا ہو بلکہ اس سے جو شاخ اگلی پیدا ہوئی اس سے ایک اور شاخ پیدا ہوئی اور یہ دونوں طرف پھیلنے والی شاخیں ہیں جن سے آگے پھر تنا نہیں بڑھا۔ پس یہ بھی ایک سوچ ہے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ انسانی وجود جس تنے سے نکلا ہے اس تنے سے اور جو شاخیں پیدا ہوئیں ان میں یہ جانور بھی شامل ہیں۔ جہاں تک یہودیوں اور عیسائیوں کا تعلق ہے یہ تو انسان کی بہت ترقی یافتہ حالتیں ہیں اس لئے میں صرف اس سوال کے اندر جو مضمر نقصانات ہیں صرف وہ بتانے کی خاطر میں نے یہ کہا تھا مگر اصول بنیادی وہی ہے کہ ایک چیز جب ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے اوپر کی طرف آچکی ہو تو اپنے لئے ادنیٰ حالت کا نام تجویز نہیں کرتی۔

مسیح موعودؑ کے فارسی النسل ہونے کی بحث

اس سوال پر کہ کیا یہ پتہ لگانا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت سلمان فارسیؓ کی نسل سے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ اول تو نسل کا جھگڑا بھی ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے متعلق بعض علماء کہتے ہیں ان کی اولاد کوئی نہیں تھی۔ بعض کہتے ہیں ان کی ایک بیٹی تھی یقینی طور پر۔ مگر اس بحث کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تو فرمایا ہی نہیں کہ ان کی نسل سے ہوگا بلکہ فرمایا ہے "من ھؤلاء" تو اس بحث میں بعض لوگ پڑتے بھی ہیں، شوق سے پڑیں مگر اس کی اہمیت وہ نہیں ہے جو سمجھ رہے ہیں۔ "من ھؤلاء" کہہ کر دراصل بڑے وسیع علاقہ کی طرف اشارہ فرما دیا ہے جس میں ازبکستان بھی شامل ہے، جس میں تاتارستان کا علاقہ بھی آجاتا ہے اور ترکی بھی اس کا حصہ تھا اور چینی نسل کے لوگ بھی اس علاقے میں آباد تھے۔ کیونکہ اسوقت فارس، روم کے مقابل پر ایک بہت عظیم الشان مشرقی سلطنت تھی جس کی سرحدیں چین سے ٹکراتی تھیں اور یہ وہ فارس نہیں جو آج کل ایران ہے۔ اس میں کوئی الجھن ہی نہیں مجھے تو اس میں کبھی بھی الجھن نہیں ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر جو مختلف باتیں بیان فرمائی ہیں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ متضاد ہیں حالانکہ ایک ہی بڑے دائرہ کے جز ہیں اس دائرہ کے اندر جو "من ھؤلاء" کا دائرہ ہے ترکی، تاتاری ازبکستانی اور ایرانی یہ سارے آجاتے ہیں کیونکہ بلاشبہ اس وقت فارس کی حکومت اتنی وسیع تھی۔ خورس نے فارس کو وسعت عطا کی ہے اسکے بعد فارس کا دائرہ پھیلا ہے اس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ اس طرف بھی جاتا تھا اور ادھر بھی۔ فرماتا ہے ہم نے اس کو بڑی طاقت بخشی تھی۔ بائبل نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ خورس بادشاہ تھا جس نے ایک عظیم الشان اور وسیع تر تصور بنایا تھا اور رسول کریم ﷺ کے زمانے میں وہی حالت تھی۔ ابھی سلطنت اس طرح نہیں ٹوٹی تھی جس طرح بعد میں ٹوٹی ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کی توجیہات

ایک خاتون کا تحریری سوال پیش ہوا کہ نماز جنازہ میں ہم ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہیں۔ دوسرے مسلمان فرقے ہاتھ چھوڑ کر پڑھتے ہیں اس بارہ میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ حضور نے فرمایا ان کو نماز جنازہ کا خیال کیوں آیا۔ عام نمازوں میں بھی اگر سارے نہیں تو کم سے کم اکثر شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور مالکی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ سارا افریقہ مالکیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور شیعہ ازم کی اپنی ایک الگ دنیا ہے بہت بڑی آبادی شیعوں کی ہے تو ان کو اس سے کیوں خیال نہیں آیا۔

نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا ہاتھ باندھنا اسلام میں

اس بارہ میں قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے کیونکہ جو بعض حالتیں ہیں اس میں نماز کے وقت کھڑے ہو کر ہاتھ چھوڑنے کی بھی آتی ہیں اور بعض مجبوریوں کے پیش نظر ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنی پڑی مثلاً حضرت امام مالکؒ ہاتھ باندھ ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اس وقت کے خلیفہ نام کے ایک ظالم بادشاہ کی طرف سے ان کو جو کوڑے پڑے ہیں اس جرم میں کہ چیف جسٹس بننے کا انکار کر دیا اور واقعۃً کوڑوں کی سزا ملی اس کے بعد ہاتھ ماؤف ہو گئے نسبتاً بڑی عمر میں یہ واقعہ پیش آیا اس واسطے ہاتھ اونچے نہیں کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ کوشش کر کے آہستہ آہستہ اٹھائیں۔ اس لئے آپ اسی طرح نماز پڑھتے تھے ان کے جتنے مریدوں نے آپ کو آخری عمر میں اس حالت میں دیکھا ہے وہ یہ سمجھتے رہے کہ یہی فیصلہ کن بات ہے اور حضرت امام مالکؒ نے گویا بہت سوچ بچار کے بعد آخری طریق عمل اختیار فرمایا۔ کیونکہ حضرت امام مالک اولین ائمہ میں سے ہیں اسی وجہ سے دوسرے سنی مسلمانوں پر بھی اثر ہوا جو بعد میں مالکی کہلائے اور بہت سے لوگ جو بعد میں شیعہ بنے ہیں لیکن اس زمانہ میں ان کے مرید ہو سکتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی نسل سے بعض آئمہ گزرے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ ان پر حضرت امام مالک کا اثر رہا ہو۔ بہر حال کئی وجوہات ہیں اور یہ مشکل مسئلہ ہے۔

جہاں تک میں نے غور کیا ہے بعض باتوں کا حقیقی جواب نہیں مل سکتا جو پوری تسلی بخش ہو۔ نماز کی حالت میں اتنے اہم مسئلہ میں دو جگہ اختلاف سنیوں میں بھی ہے اور شیعوں میں بھی ہے۔ اور محض اس کو حادثاتی قرار دینا یہ مشکل لگتا ہے۔ لیکن دوسری طرف مختلف فرقوں کے کثیر تعداد میں سنی ہیں جنہوں نے خود اسلام ان لوگوں سے سیکھا تھا جو رسول اللہ ﷺ سے سیکھنے والے تھے ان کا یہ متفقہ مسلک ہے کہ ہاتھ باندھنے ہی ہیں۔ اب یہ ایسا اختلاف ہے جو الجھنیں ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر اس کا حل سوائے اس کے کوئی نہیں کہ ہاتھ کو کھولنے اور باندھنے کی جو اہمیت ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ نماز میں خلل انداز ہو جائے۔ اس لئے اگر اس یقین کے ساتھ بعض لوگ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ مسلک تھا تو ان کی نماز کو غلط قرار دینا اور یہ کہنا کہ اس طرح تو تمہاری نماز ہی نہیں ہوئی، یہ محض لغو باتیں ہیں۔ نماز کی جو حرکتیں ہیں وہ تو برتن کے طور پر ہیں۔ اصل نماز دل سے تعلق رکھتی ہے اور اس روح اور ذہنی رجحانات سے تعلق رکھتی ہے جن کو لے کر آپ خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ پس اگر اس میں فرق بھی ہو جائے اور لاعلمی میں ہو اور اس کو مبحث بنالینا اور اتنا زیادہ زور دینا یہ نہایت جہالت ہے۔ نماز جنازہ پر بھی اس کا اطلاق ہوگا مگر اور بھی زیادہ نرم صورت میں۔

بلڈنگ برائے فروخت

ربوہ کے عین وسط گول بازار میں واقع
فرنٹ: دو بڑی دوکانیں اور
دو منزلہ مکان رقبہ دس مرلہ
قیمت ایک لاکھ پچیس ہزار جرمن مارک
جرمنی میں رابطہ کے لئے
چوہدری طاہر منیر 0781-68537
نیر بٹ صاحب 0404-93119

علمائے سلسلہ کو تحقیق کی دعوت

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنے چاہئیں اس میں تو ہمیں کوئی شک نہیں کہ ایسی بکثرت احادیث ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا ثابت ہے اور حضرت امام مالکؒ کا بھی اس واقعہ سے پہلے یہی عمل ثابت ہے۔ پس یہ ہاتھ چھوڑنے والی چیز اہل بیت کے مسلک میں کیسے آگئی یہ ہے سب سے بڑا سوال جس کی وجہ سے میں ہمیشہ الجھن میں رہتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ یہ بعد کی نسلوں میں آئی ہو اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنے کی خاطر نہیں وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دینے پر، یعنی جو ہاتھ چھوڑیں گے وہ تو اپنے آپ ظاہر کریں گے تو یہ اپنے مسلک والوں کو ایک نشانی دی ہو کہ تم اس طرح کرو۔ مگر یہ بات بنتی نہیں اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو بھی کوشش کی ہے۔ کم از کم میرا اپنا دل مطمئن نہیں ہوا کہ شیعوں میں ائمہ اہل بیت میں اس کا رائج ہو جانا اور نافذ ہو جانا یہ ایک مشکل مسئلہ ہے مگر یہ سب سیدوں میں نہیں ہے۔ بکثرت سید سنی سید ہیں جن کو آباؤ اجداد سے یہ مسلک ملا ہے اس لئے اہل بیت کا حوالہ دے کر شیعوں کے مسلک کو درست قرار دینا یہ اپنی ذات میں درست نہیں ہے کیونکہ بخاری سید ہیں اور ایسے بے شمار سید ہیں۔ شیعوں نے خواہ مخواہ سیدوں پر قبضہ کر لیا ہے اکثر شیعہ تو غیر سید ہیں۔ ایرانی نسل کے شیعہ کہاں سے سید ہو گئے۔ پس یہ دھوکہ جو ہے اس نے مسلمانوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے کہ دیکھو جی اہل بیت نے کیسی غلطی کی۔ اہل بیت نے غلطی نہیں کی باہر کے جو لوگ ہیں اہل بیت کی تائید میں کھڑے ہوئے ہیں جن کو اسلام کا کچھ پتہ نہیں تھا ان سے غلطی کا امکان یقیناً اہل مدینہ کے مقابل پر زیادہ ہے۔

یہاں تک تو بات قابل فہم ہے مگر یہ جو کہتے ہیں کہ سارے ائمہ اس طرح کیا کرتے تھے یہ میرے لئے سمجھنا مشکل ہے اس پر ہمارے علماء اگر تحقیق سے ثابت کر سکیں اور مجھے یقین ہے کہ اس طرح نہیں کرتے ہونگے مگر ہمارے پاس اسکا کوئی قطعی ثبوت ہے کہ حضرت امام حسن، حسین اور بعد کے آنے والے امام مثلاً امام باقر وغیرہ، یہ سب لوگ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور ہاتھ کو چھوڑ کر نماز پڑھنے کی رسم بعد میں چلی ہے؟ اگر یہ پتہ مل جائے تو ہمارے لئے فائدہ مند ہوگا، ایک دلیل ہمارے ہاتھ میں آجائے گی۔

وراثت سے محروم کرنے کی عجیب واردات

ایک نو احمدی کی طرف سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک کروڑ پتی تاجر کے دو لڑکے اس کے کاروبار میں شامل تھے۔ والد کے انتقال پر چھوٹے بھائی نے تمام کاروبار اور مال و اسباب پر یہ کہتے ہوئے قبضہ کر لیا اور بڑے بھائی کو وراثت سے کچھ بھی نہ دینے کا اعلان کر دیا کہ چونکہ بڑا بھائی نہ مکمل مرد ہے اور نہ مکمل عورت ہے لہٰذا اس وراثت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرآن کی رو سے بڑے بھائی کا حصہ بنتا ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص طبی نقطہ نگاہ سے مرد ثابت ہو اور اولاد سے محروم ہو۔ یہ عین ممکن ہے کیونکہ ظاہری مردانگی اولاد کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ اندرونی کمزوریاں اور بیماریاں اس کے باوجود رہ سکتی ہیں تو اس کو بھی پھر اسی دلیل سے وراثت سے محروم کر دیں گے؟ یہ ایک لغو خیال ہے۔ بڑے بھائی کو وراثت سے محروم کرنے کا بہانہ بنایا ہے اور بڑا بھائی معلوم ہوتا ہے تھا بھی کوئی زنخا ہی کہ چھوٹے بھائی کی بات مان گیا ہے۔ اس میں اگر کوئی مردانگی ہوتی تو مقابلہ کرتا اور کہتا چھوٹے بھائی کی جرأت کیا ہے کہ وہ آکے سب کچھ لے جائے۔ اس لئے یہ ساری باتیں فرضی تو نہیں ہیں مگر موہوم سی باتیں ہیں کوئی قطعی ایسے دلائل نہیں ہیں جن کو سامنے رکھ کر ان کا توڑ کیا جائے۔

ضمناً یہ سوال اٹھایا گیا کہ زنخے کچھ تو عورتوں کے قریب ہوتے ہیں اور کچھ مردوں کے قریب تر ہوتے ہیں۔ تو آیا ان کا جو حصہ بنے گا وہ اسی طرح بنے گا جس طرح مردوں اور عورتوں کا بنتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے دیکھنے والی بات ہوگی۔ مگر میرے خیال میں تو فقہ میں اس طرح کی تقسیم کبھی سننے میں نہیں آئی۔ یہ تفریق بڑا مشکل کام ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ غالباً یہ ہوگا۔ بہتر ہے ایسے استثنائی معاملات میں عقل کو استعمال کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ظاہری مذہب اور اس کے بانی

بغیر کسی تاویل کے ماننا چاہئے- اس میں عقل کے پیچھے چلو گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دے گی- پس نقل (یعنی وحی الہام) کو معقول المعنے قرار دینا اور احکام کی وجہ اور مصلحت تلاش کرنا بے معنے اور فضول بات ہے کیونکہ دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اس نے یہ احکام کیوں نازل کئے اور یہ کس مصلحت پر مبنی ہیں حالانکہ وہ ﴿فعّال لما یرید﴾ ہے وہ جیسا چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے حکم دیتا ہے وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں- اسی نظریہ کے تحت امام ابن حزم قیاس یا مصالحہ مرسلہ کو بطور شرعی اصول کے تسلیم نہیں کرتے تھے اور نص کو اس کے مورد تک ہی محدود رکھتے تھے مثلاً

حدیث میں آیا ہے کہ انسان اگر کھڑے پانی میں پیشاب کر دے جبکہ پانی زیادہ نہ ہو تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے- یہ بات انسانی پیشاب تک ہی محدود ہو گی کسی اور جانور حتیٰ کہ کتے اور سور کے پیشاب سے بھی پانی ناپاک نہ ہوگا اور اگر کہا جائے کہ پیشاب اور سور یعنی جھوٹا تو جانور کے گوشت کے تابع ہے جن جانوروں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور سور بھی نجس اور پلید ہوگا تو وہ جواب میں کہتے یہ ایک رائے ہے اور رائے کا دینیات میں کوئی دخل نہیں- اس قسم کے شذوذ کے باوجود امام ابن حزم کی کتب بڑی وسیع الاذیال ہیں اور ان کے اعلیٰ علمی پایہ کا تمام حق پرست علماء نے اعتراف کیا ہے اور انہیں مصادر اسلام کا بہترین مجموعہ قرار دیا ہے-

آپ کی فقہی نظریات پر مشتمل کتب کا ایک نقص نمایاں ہے اور اس کا سب علماء نے نوٹس لیا ہے کہ آپ نے بعض ائمہ کے بارہ میں بڑی سخت زبان استعمال کی ہے جس کا کوئی سنجیدہ مزاج محقق روادار نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا کوئی جواز پیش کیا جا سکتا ہے- بعض محققین نے اس درشتی کی وجوہات کا پتہ لگانے کی کوشش کی ہے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس سخت کلامی کی ایک وجہ تو خود ابن حزم نے لکھی ہے کہ بچپن میں ان کو طحال (تلی) کی خرابی کا عارضہ لاحق ہوا جس کی وجہ سے بعض اوقات وہ اپنے غصہ کو پی نہیں سکتے تھے- بڑے مشتعل المزاج، قلیل الصبر اور ضیق الخلق بن گئے تھے اور اپنے پر کنٹرول نہیں رکھ سکتے تھے- دوسرے بڑی سخت سیاسی مشکلات سے ان کو دوچار ہونا پڑا- بار بار سیاسی انقلابات سے گزرے جس کی وجہ سے ان کے مزاج میں تیزی آگئی تھی-

تیسرے علماء وقت کی حد سے بڑھی ہوئی سراسر ضد پر مشتمل دشمنی تھی وہ بار بار آپ کی علمی مشکلات کا باعث بنتے- انہی کی شورش کی وجہ سے آپ کی علمی کتب جلائی گئیں، یہ تلخی ان کو اکساتی تھی کہ ان علماء کے بزرگوں کی ہتک کر کے ان کے دل کو جلائیں اور اپنے دل کو ٹھنڈا کریں-

ابن حزم کے مندرجہ ذیل شاگردوں اور عقیدت مندوں نے آپ کے خیالات کو عام کیا اور ان کی کتب کو پھیلایا-

علامہ محمد بن ابی نصر الحمیدی: انہوں نے مشرقی علاقوں میں آپ کے خیالات کو پھیلایا- نیز الجمع بین الصحیحین کے نام سے بخاری اور مسلم کی احادیث کا بہترین مجموعہ تیار کیا جسے علماء نے بہت پسند کیا-

آپ کے دوسرے مشہور شاگرد مجد الدین عمر ہیں جو ابن دحیہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پائے کے فقیہ اور محدث شمار ہوتے ہیں- آپ مشہور صوفی محی الدین ابن عربیؒ کے ہمعصر تھے، ابن عربی بھی عبادات میں ظاہری المذہب تھے اور اعتقادات اور الٰہیات میں باطنی النظر اور صوفی المشرب تھے-

ابن دحیہ کے زمانہ میں اندلس کا اقتدار مؤحدین کے ہاتھ میں تھا جن کے ایک امیر یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن نے ظاہری مذہب قبول کر لیا تھا- اس کے زمانہ میں مالکیوں پر خاصی سختی ہوئی-

امام ابن حزم نے دنیوی علوم کے بارہ میں جو کتب لکھیں ان میں عقلی استدلال سے خوب خوب اور بکثرت کام لیا ہے- ان کتب میں سے مندرجہ ذیل کافی مشہور ہیں:

☆ الفصل بین الآراء و الاهواء والنحل- اس میں مختلف فرقوں کے نظریات اور ان کی آراء کو بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی طرف سے تنقید بھی کی ہے-

☆ کتاب الامامة والسیاسة- کتاب اخلاق النفس- طوق الحمامه- تحلیل نفسی اور اخلاق سے متعلق بڑی عمدہ بحث پر مشتمل ہے-

☆ مداوة النفوس- نفوس کی بیماریوں اور ان کے علاج کے ذکر پر مشتمل ہے- اخلاق کی فلسفیانہ توجیہ پیش کی گئی ہے- بحث کی بنیاد استقراء اور تتبع پر رکھی ہے اور ساتھ ساتھ فلاسفہ یونان کے نظریات کو بھی پیش کرتے گئے ہیں-

نقلیات یعنی فقہی نصوص و مذاہب سے متعلق آپ کی مشہور کتابوں میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆ الاحکام فی اصول الاحکام- اس میں مذاہب فقہیہ کے اصول کو زیر بحث لایا گیا ہے اور موازنہ پیش کر کے مسلک ظاہری کی تائید کی گئی ہے- النبذا اسی کتاب کا خلاصہ ہے-

☆ المحلی- یہ دراصل فقہ اسلامی کا دائرۃ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا ہے جسے بجا طور پر دیوان الفقہ کا نام دیا گیا ہے اس میں احکام سے متعلق تمام احادیث درج کر کے ساتھ ساتھ جملہ مذاہب فقہیہ کی تفصیلات درج کی گئی ہیں- بڑی عظیم الفائدہ کتاب ہے-

امام ابن حزم کی وفات اندلس کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جو لبلہ کے قریب تھا ۴۵۶ھ میں ہوئی- ایک روایت کے مطابق آپ کی پیدائش ۳۸۳ھ میں ہوئی اور وفات ۴۵۷ھ میں- اس لحاظ سے آپ کی عمر ۷۴ سال کے قریب بنتی ہے- والله غالب علی امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون-

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل
سے خط و کتابت کرتے وقت
A.F.C کا حوالہ نمبر ضرور دیجئے
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر صاحب ستارہ امتیاز

خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر صاحب کا شمار برصغیر کے ان مایہ ناز ڈاکٹروں میں ہوتا تھا جنہیں اپنے پیشے میں کمال حاصل تھا۔ آپ ۶ ؍اکتوبر ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں کے۔ای میڈیکل کالج لاہور سے MBBS کی ڈگری لی۔ کئی شہروں میں خدمات انجام دیتے ہوئے ۲۶ء میں سول ہسپتال دہلی کے انچارج بنے۔ ۳۰ء میں آپکی قابلیت اور انسانی ہمدردی کے اعتراف میں آپکو "خان صاحب" کا خطاب دیا گیا۔ ۳۰ء سے ۳۲ء تک آپ نے لندن میں رہ کر آنکھ، ناک، کان اور گلے کی بیماریوں میں سپشلائزیشن کیا اور واپسی پر کے۔ای میڈیکل کالج میں اسی فیلڈ میں اسسٹنٹ پروفیسر نامزد ہوئے۔ ۳۶ء میں آپکی خدمات کے اعتراف میں آپکو "خان بہادر" کا خطاب عطا ہوا۔ ۴۱ء میں آپ کو اپنے شعبہ کا انچارج اور پروفیسر بنادیا گیا اور ۴۸ء میں آپ کو اعزازی کرنل بنایا گیا۔ ۵۱ء میں سر گنگارام ہسپتال لاہور کے مذکورہ اعضاء کے شعبے آپکی تحویل میں دے دیئے گئے۔ ۶۰ء میں ریٹائرڈ ہوکر آپ نے پرائیویٹ پریکٹس شروع کی جو ۷۳ء تک جاری رہی۔ ۶۱ء میں انکی خدمات کے اعتراف میں ستارہ امتیاز سے نوازا گیا۔ آپ کی وفات ۲۸ ؍دسمبر ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔

محترم ڈاکٹر صاحب مختلف اوقات میں متعدد یونیورسٹیوں میں ممتحن رہے۔ برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن پنجاب کے صدر اور روٹری انٹرنیشنل کلب لاہور چیپٹر کے چیئرمین بھی منتخب ہوئے۔ ۴۳ء میں آپ نے اس وقت پنسلین کا نہایت کامیابی سے استعمال کیا جب یہ دوا ابھی تجرباتی سطح پر تھی۔ آپ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی شفا رکھی تھی۔ ۸۰ سال کی عمر میں بھی آپ نے آنکھ کا اپریشن کیا۔ برصغیر کے چیدہ چیدہ زعماء آپ کی صفات حسنہ کے معترف تھے۔ آپکے مریضوں میں والیان ریاست، ارباب اقتدار، مہاراجے وغیرہ بھی شامل تھے۔ لاہور ہائی کورٹ کے صدسالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں تقریبات کے دوران ججوں کے جلو میں سٹیج کی طرف جاتے ہوئے صدر پاکستان محمد ایوب خان کی نظر اچانک آپ پر پڑی تو وہ فوراً ڈاکٹر صاحب کی طرف بڑھے اور خیریت دریافت کرنے کے بعد واپس سٹیج کی طرف گئے۔ اسی طرح وزیراعظم بھٹو نے بھی میڈیکل کالج کی ایک تقریب میں محترم ڈاکٹر صاحب کو ایک طرف تشریف فرما دیکھا تو خود چل کر گئے اور آپ کی خیریت دریافت کی۔

۵۳ء میں دولتانہ کی چلائی ہوئی تحریک کی وجہ سے جب ڈاکٹر صاحب کے کئی عزیز آپکی کوٹھی میں رہائش پذیر ہوگئے تو ایک دن جنرل اعظم نے فون پر ڈاکٹر صاحب کو انٹیلیجنس کی رپورٹ کے حوالے سے بتایا کہ آپکی کوٹھی پر حملہ کا خطرہ ہے اسلئے آپ میرے گھر تشریف لے آئیں یا کسی اور مقام پر چلے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ جواب دے کر فون بند کردیا کہ یہ تمہارا فرض ہے کہ جن کو غیر قانونی تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے ان کی حفاظت کرو۔ اگر تم ہماری حفاظت نہیں کرسکتے تو خدا کے فضل سے میں خود اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ اور افراد خاندان سے آپکا بہت محبت کا تعلق تھا اور حضورؓ محترم ڈاکٹر صاحب کے کلینک بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ محترم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب کا ذکر خیر مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۲ ؍اپریل کی زینت ہے۔

—......☆......☆......☆......—

حضرت اسامہؓ بن زیدؓ

حضرت اسامہؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارث کے فرزند تھے۔ حضرت زیدؓ کا تعلق یمن کے معزز قبیلہ سے تھا جنہیں غلام بناکر عرب کے مشہور میلہ 'عکاظ' میں فروخت کیا گیا اور انکے خریدار حضرت حکیم بن حزام نے انہیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کی خدمت میں پیش کیا اور ام المومنینؓ نے شادی کے بعد زیدؓ کو آنحضرت ﷺ کے سپرد کردیا۔ حضرت زیدؓ بن حارث غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور جب ان کے والدین ان کی تلاش میں مکہ پہنچے تو آنحضور ﷺ نے زیدؓ کو بلاکر اختیار دیا کہ چاہو تو والدین کے پاس چلے جاؤ اور چاہو تو میرے پاس رہو۔ حضرت زیدؓ کا دل رسول اللہ کا غلام ہو چکا تھا چنانچہ انہوں نے آپؐ کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور پھر آنحضور ﷺ نے انہیں آزاد کرکے اپنا مونہہ بولا بیٹا بنالیا۔

حضرت زیدؓ کی شادی حضرت برکہؓ سے ہوئی جو آنحضرت ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کی کنیز تھیں، امّ ایمن کی کنیت سے مشہور تھیں اور انہیں آنحضرتؐ کو دودھ پلانے کا شرف بھی حاصل تھا۔ ان سے اسامہؓ پیدا ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اسامہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے سوائے (میری بیٹی) فاطمہ کے"۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اسامہؓ کو ٹھوکر لگنے سے چوٹ لگ گئی اور خون نکل آیا۔ آنحضور ﷺ نے انہیں بوسہ دیا اور اپنے ہاتھ سے خون صاف کیا اور فرمایا اگر اسامہ لڑکی ہوتی تو میں اسے عمدہ لباس پہناتا اور زیور سے آراستہ کرتا۔ حضرت عائشہؓ کی ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ نے اسامہ کا ناک صاف کرنا چاہا تو میں نے عرض کی میں کردیتی ہوں، فرمایا 'عائشہ اسامہ سے محبت کیا کرو میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں'۔ خود حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ انہیں اور حضرت حسینؓ کو دونوں رانوں پر بٹھالیتے اور فرماتے 'اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔...... لیکن یہ محبت محض للہ تھی۔ چنانچہ جب قبیلہ مخزوم کی ایک معزز عورت کے چوری کرنے پر اس کا ہاتھ کاٹنے کی سزا نافذ ہونے لگی تو حضرت اسامہؓ دوسروں کے کہنے پر سفارش کے لئے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن آپؐ نے انہیں ڈانٹ دیا اور فرمایا "اگر اس کی جگہ میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا"۔

حضرت زیدؓ جنگ موتہ میں رومی سرحد پر شہید ہوگئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے اپنی وفات سے قبل رومیوں کے مقابلہ کے لئے جو لشکر تیار کیا تھا اس کا امیر ۱۸ سالہ حضرت اسامہؓ کو مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے کبار صحابہؓ بھی شامل تھے۔ جب بعض لوگوں نے اسامہؓ کی کمسنی پر اعتراض کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا "تم اسامہؓ پر عیب لگاتے ہو اور اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو اور اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے بارہ میں بھی ایسا ہی کیا تھا حالانکہ وہ امارت کا اہل تھا اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اب اس کا بیٹا مجھے اس کے بعد تمام لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔......"

حضرت اسامہؓ نے براہِ راست آنحضور ﷺ سے بعض احادیث روایت کی ہیں اور اپنے والد اور والدہ سے بھی۔ آپؓ کی وفات قریباً ۶۴ سال کی عمر میں ۵۴ھ میں جرف کے مقام پر ہوئی۔ آپؓ کا جنازہ مدینہ لایا گیا اور وہیں تدفین ہوئی۔ آپؓ کی سیرت کا بیان ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" اپریل ۹۷ء میں مکرم تو قیر احمد آصف صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

—......☆......☆......☆......—

پینگوئین

پینگوئین کا شمار ان پرندوں میں ہوتا ہے جو اڑ نہیں سکتے کیونکہ اسکے پر بالکل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں البتہ تیرنے کی بہت اچھی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنے پروں کو چپوؤں کی طرح استعمال کرکے ۲۵ میل فی گھنٹہ سے زیادہ رفتار کے ساتھ تیر سکتا ہے اور پانی سے باہر قریباً ۶ فٹ اونچی چھلانگ لگا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ برف پر اتنی تیز رفتاری سے پھسل سکتا ہے کہ انسان اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس کے دونوں پاؤں بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور جسم کے پیچھے لگے ہوتے ہیں چنانچہ اسے سیدھا کھڑا ہونا پڑتا ہے اور اس حالت میں اس کا قد ۴ فٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ اسکے پاؤں کی انگلیاں بطخ کی طرح آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ پینگوئین عموماً پانی میں مچھلیاں پکڑ کر وہیں کھالیتا ہے چنانچہ جو پینگوئین چڑیا گھر میں لائے جاتے ہیں انہیں مشکل سے کھانا پینا سکھایا جاتا ہے۔

پینگوئین کی بعض نسلیں تو ساری زندگی پانی میں ہی گزار دیتی ہیں اور صرف انڈے دینے کے لئے پانی سے باہر آتی ہیں۔ ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" اپریل ۹۷ء میں مکرمہ سائرہ مرغوب صاحبہ کے مضمون میں پینگوئین کے بارے میں کئی دلچسپ معلومات پیش کی گئی ہیں۔

—......☆......☆......☆......—

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

کوہ ارارات پر کشتی نوح کے آثار کی موجوگی کا دعویٰ کرنے والے کے خلاف فیڈرل کورٹ آسٹریلیا میں مقدمہ

سات اپریل ۱۹۹۷ء سے آسٹریلیا کی فیڈرل کورٹ میں ایک اہم مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی ہے جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس کے نتائج دوررس ہونگے۔

مقدمہ کی بنیاد اس امر پر ہے کہ ایک صاحب جن کا نام ڈاکٹر ایلن رابرٹس ہے نے ایک کمپنی بنام "آرک سرچ" بنائی ہوئی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ بائبل کے بیان کے مطابق ترکی کے پہاڑ ارارات پر کشتی نوح کے آثار موجود ہیں۔ اس کے بالمقابل ملبورن یونیورسٹی کے شعبہ Earth Sciences کے پروفیسر Ian Plimer جنہوں نے اس بات کی پانچ سال قبل تحقیق کی ہے ڈاکٹر رابرٹس کے دعویٰ کو حقائق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر رابرٹس اور ان کی کمپنی کے خلاف Trade Practice Act کی دفعہ ۵۲ کے تحت مقدمہ دائر کردیا ہے جس کے تحت ایسی کمپنی کو سزا دی جاسکتی ہے جو تجارت میں دھوکہ یا فریب سے کام لے۔

اس مقدمہ نے بین الاقوامی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ امریکہ میں کچھ ایسے لوگ جو بائبل کی تخلیق کی کہانی پر ایمان رکھتے ہی (Creationists) وہ زور دے رہے ہیں کہ تعلیمی اداروں میں مسئلہ ارتقاء کی جگہ بائبل کی بیان کردہ کہانی پڑھائی جائے یا کم از کم دونوں کو پڑھایا جائے۔ کیونکہ جو لوگ مسئلہ ارتقاء پڑھ کر اسے درست تسلیم کرلیتے ہیں ان کو بائبل کے بیان پر شک پڑ جاتا ہے۔ اور دہریت یا لامذہبیت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اب اگر آسٹریلیا کی فیڈرل کورٹ یہ فیصلہ دے دیتی ہے کہ بائبل کی کہانی کی کوئی سائنسی بنیاد نہیں ہے تو جو لوگ پہلے ہی مذہب سے بدظن ہو چکے ہیں وہ اور بھی اس سے دور ہو جائیں گے۔

مقدمہ میں مدعی علیہ کو ثابت کرنا ہوگا کہ بائبل کی یہ کہانی واقعاتی اور سائنسی طور پر درست ہے کہ زمین اور آدمؑ کی تخلیق کوئی صرف چھ ہزار سال پہلے ہوئی تھی اور اسکے دو ہزار سال بعد طوفان نوح آیا تھا جس نے دنیا کی ہر چیز جیسے انسان، حیوان، بکٹیریا، درخت اور جھاڑیاں وغیرہ ختم کردی تھیں سوائے ان کے جو کشتی پر سوار تھے۔

مدعی نے ڈاکٹر رابرٹس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم مذہبی عقائد کو سائنسی بنیادوں پر ثابت کرنا چاہتے ہو تو پھر تم نے ضرور سارے ٹیسٹ کئے ہونگے لیکن ہم یہ ثابت کریں گے کہ اس طرح کے ٹیسٹ نہیں کئے گئے جیسے Magnetometer کے ذریعہ دھاتوں کا پتہ لگانا، Sonar Investigators کے ذریعہ لہروں کے استعمال سے چیزوں کی پوزیشن معلوم کرنا اور کیمیائی تجزیات کرنا وغیرہ۔ اگر اس طرح کے ٹیسٹ کئے جاتے تو ڈاکٹر رابرٹس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آتا۔

بہر حال مقدمہ دلچسپ ہے۔ جب کوئی فیصلہ ہوگا اور دونوں فریقوں کے دلائل سامنے آئیں گے ہم انشاء اللہ الفضل کے قارئین کی خدمت میں پیش کردیں گے۔

fozman
foods

A LEADING BUYING
GROUP FOR
GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
13/6/97 - 19/6/97

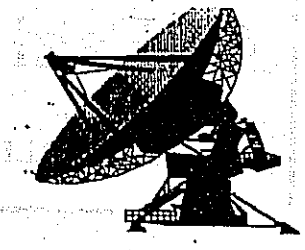

HIGHLIGHTS

Programmes With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class	Everyday
Homoeopathy Class	Monday & Thursday
Quran Class	Tuesday & Wednesday
Homoeopathy Class Review (After Quran Class)	Wednesday
Children's Mulaqat	Saturday
Mulaqat With Urdu Speaking Friends	Friday
Question & Answer Session	Saturday
Question & Answer Session (New)	Sunday
Mulaqat With English Speaking Friends	Sunday

Programmes in Different Languages

German & Bengali	Everyday
Albanian	Sunday
Indonesian	Monday
Turkish	Monday
French /Swahili	Wednesday
Russian / Bosnian	Thursday
Sindhi	Thursday
Norwegian	Tuesday

Regular Features

MTA Sports	Monday
Al Maidah	Wednesday
Quiz Program	Thursday
Medical Matters	Tuesday
Bazm-e-Moshaira	Thursday
Computers For Everyone	Friday

7 SAFAR
Friday 13th June 97

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Quiz Nusrat Jehan Academy (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 29 (19.5.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira Organized By Nusrat Jehan Academy , Rabwah (Part 2) (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 13
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK -13.6.97
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 13.6.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV -13.6.97 (R)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV -London,UK -13.6.97 (R)
22.45	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 13.6.97 (R)

8 SAFAR
Saturday 14th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sahib (No. 5)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone-Part 13(R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 13.6.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - London, UK - 13.6.97
08.00	Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Class
11.00	Interviews of Various Government Officials of India
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Fazl Mosque , London (28.8.87) (Part 1)
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Class -14.6.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Program -Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Educational Programme Waqfeen-e-Nau
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Around The Globe : Chalmers University of Tech., Gothenburg International Science Festival , Sweden
22.00	Children's Class - 14.6.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

9 SAFAR
Sunday 15th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Educational Programme Waqfeen-e-Nau
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Concept of Sin and Atonement, Programme from U.S.A.
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Class -14.6.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Educational Programme Waqfeen-e-Nau
07.00	Siraiki Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe : Chalmers University of Tech. , Gothenburg International Science Festival , Sweden (R)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Holland- 4.5.97 (Part 2)
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 2)
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi : Rabwah Vs Karachi
21.30	Dars-ul-Quran (No. 4) (1996) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London
23.30	LearningChinese

10 SAFAR
Monday 16th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 2) (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : Chalmers University of Tech., Gothenburg International Science Festival , Sweden (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat - Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 2) (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 4) (1996) By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London , U.K. (R)
08.30	Bait Bazi : Rabwah Vs Karachi (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	M.T.A. Sports - Barhi (Final)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

11 SAFAR
Tuesday 17th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	M.T.A. Sports - Barhi (Final)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters :Diseases of the Eye - Guest : Dr. Naseem Ahmed
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives- Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London, U.K. (13.4.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

12 SAFAR
Wednesday 18th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters: Diseases of the Eye- Guest : Dr. Naseem Ahmed (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Interview : Mian Iqbal Ahmed Host : Dr. Sultan Mobashir & Zaheer A. Khan
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Hadhrat Ghulam Rasool Rajiki Sahib (R.A.)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Bengali Programme
14.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah -1) Aloo Gosht, 2)Shaljam Ki Bhujia"
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

13 SAFAR
Thursday 19th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon: 1) Urdu Program "Tere Sheher Wisal Mein " 2) Poem
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme -Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (15.9.95)
08.00	Al Maidah - 1) Aloo Gosht 2) Shaljam Ki Bhujia (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Quiz Prog. Nusrat Jehan Academy
11.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 29 (19.5.94) (Part 2)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Prog: Q/A Session With Guests From Russia & Kazakhistan Session 1 (18.5.94) (Part 1)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira Organized By B.A. Rafiq Sahib , at Belmont Hall,London (Part 1)
22.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. +44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, June 13, 1997 No. 24

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سعودی عرب سے یوسف لدھیانوی کے نام کھلا خط

کچھ عرصہ ہوا کہ ایک دیوبندی مفتی تقی عثمانی نے پاکستان کے ایک اخبار میں ٹی وی کی نسبت یہ اشتعال انگیز فتویٰ دیا کہ "شر کی چیز سے خیر نہیں پھیل سکتا اور یہ سنت کے بھی خلاف ہے کیونکہ اللہ کو نبیوں والا طریقہ پسند ہے" مولوی یوسف لدھیانوی نے اس فتویٰ کی اندھادھند تائید اور ہم نوائی میں لکھا:

"مولانا نے صحیح فرمایا ہے۔ ٹی وی، وی سی آر اور ڈش انٹینا نجس العین ہیں۔ ان کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی توقع رکھنا خوش فہمی ہے۔...... یہ شیطان کے ایجاد کردہ آلات ہیں۔ ان کے ذریعہ شیطنت تو پھیل سکتی ہے اور پھیل رہی ہے۔ ان کے ذریعہ نیکی پھیل جائے، ناممکن ہے"

(روزنامہ جنگ کراچی۔ جمعہ ایڈیشن۔ یکم نومبر ۱۹۹۶ء)

ان مضحکہ خیز فرسودہ اور رجعت پسندانہ خیالات کو پڑھ کر سعودی عرب میں مقیم برصغیر کے ایک مسلمان جناب عبدالرزاق نیاز صاحب نے لدھیانوی صاحب کے نام ایک کھلا مکتوب سپرد قلم کیا ہے جو ہفت روزہ "ندائے خلافت" لاہور نے اپنی اشاعت ۱۱ تا ۱۷ مارچ ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۳۲، ۳۳ پر سپرد اشاعت کیا ہے۔ مکتوب نگار نے لکھا:

"آپ ایسے اہل علم، عوام الناس اور علمائے کرام سے سوال ہے کہ ٹی وی پر خانہ کعبہ، مسجد نبوی کی نمازیں، اللہ اکبر فلم، حج کی فلم، رمضان کی تراویح، قیام اللیل، ختم قرآن، درس قرآن یا کوئی بھی دینی پروگرام آرہا ہو تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے اور ایمان اور دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ حالت مسلسل ہو تو عمل پر دل آمادہ ہوتا ہے کہ نہیں؟۔ میں نے عام آدمیوں سے ان کی حالت پوچھی تو کہتے ہیں کہ ایمان تازہ ہوتا ہے اور دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ براہ مہربانی آپ بھی لوگوں کا جائزہ لے کر پوچھیں کہ اس قسم کے کسی پروگرام سے ان کے دل کی حالت کیا ہوتی ہے۔ ایک ہی چیز کے استعمال سے برائی پھیل سکتی ہے تو بھلائی کیوں نہیں پھیل سکتی؟ ان سب چیزوں کو اچھے طریقے سے استعمال کرنا دین کے تقاضے ہیں۔

اسی سوال میں جناب مفتی تقی عثمانی صاحب کا حوالہ بھی آیا کہ "شر کی چیز سے خیر نہیں پھیل سکتا" اور یہ سنت کے خلاف بھی ہے کیونکہ اللہ کو نبیوں والا طریقہ پسند ہے اور اس کی آپ نے تائید بھی کی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر درج ذیل سوالوں کا کیا جواب دیا جائے گا؟

(۱) "ساری دنیا میں مسجدوں میں جو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نمازیں پڑھائی جاتی ہیں کیا یہ خلاف سنت نہیں؟، کیا یہ نبیوں کا طریقہ ہے؟ ہماری یہ ساری نمازیں جو مکہ اور مدینہ میں پڑھائی جاتی ہیں خلاف سنت ہیں تو کیا یہ خلاف سنت نمازیں اللہ کو پسند ہیں؟

(۲) جہاد افغانستان، کشمیر اور جہاد طالبان جو کہ جدید ہتھیاروں کے ذریعہ ہوا ہے حالانکہ ایٹم بم اور جدید ہتھیار انسانیت کی تباہی کے لئے بنائے گئے ہیں پھر ان کو استعمال کر کے جہاد کیسے کیا جاسکتا ہے؟

(۳) حج اور عمرہ کے لئے لوگ ہوائی جہاز، بحری جہاز اور کاروں پر سفر کرتے ہیں جو کہ خلاف سنت ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے سفر اونٹوں اور گھوڑوں پر اور پیدل کیا تھا۔ اب بتائیں کہ جو شخص خلاف سنت سفر کر کے حج اور عمرہ کرنے آئے تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا یا ناپسند؟

جہالت کے دور میں مکہ میں رواج تھا کہ جب بھی کوئی خاص بات ہو جائے یا دشمن کا ڈر ہو تو کوئی آدمی صفا کی پہاڑی پر ننگا کھڑا ہو جاتا تھا اور آگ کے شعلے یا چیخ چیخ کر لوگوں کو پہاڑی کے پاس اکٹھا کر لیتا تھا اور واقعہ بیان کر دیتا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے عزیز و اقارب یعنی اہل قریش کو دعوت دی تو یہی طریقہ استعمال کیا لیکن ننگا ہونا یا کوئی ایسا عمل کرنا جہالت اور خلاف دین تھا آپؐ نے مکمل کپڑے پہنے۔ یہی طریقہ استعمال کیا۔ اور اس طریقہ کو دین کی دعوت کا ذریعہ بنایا۔ ایک بری عادت کو اچھائی سے پیش کر دیا ورنہ یہ طریقہ تو جہالت کا تھا۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر جو خندق کھودی یہ طریقہ ایرانیوں کا تھا لیکن اللہ کے رسولؐ نے اسے اپنایا۔

اصل میں بظاہر خود کوئی چیز بری نہیں ہوتی اس کا استعمال برا ہوتا ہے۔

علامہ الطاف حسین حالی نے علماء زمانہ کے طرز عمل کا نقشہ کھینچتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے:

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بارگراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں ان کو بناتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بددور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلق رسولؐ امیں کے

☆☆☆☆☆☆

فتویٰ بازی کا ہول سیل کاروبار

صاحبزادہ خورشید احمد صاحب گیلانی "فتووں کا فراخدلانہ اجراء" کے زیر عنوان رقمطراز ہیں۔

"جین اور جوگر کلچر عروج پر ہے اور علماء کرام شلوار اور تہمد کے پائنچے ناپنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ہالیوڈ کی تہذیب اپنی انتہا پر ہے اور علماء کرام چہرے اور ہاتھ کے پردے پر سینکڑوں صفحے خرچ کر رہے ہیں۔ تہذیب مغرب میں خدا اور رسول کا نام لینا جرم ہو رہا ہے اور علماء کرام عمامے کا پیچ و خم درست کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یورپ پر اپنے ثقافتی طائفے لے کر اسلامی تہذیب پور ٹوٹا پڑ رہا ہے اور یہاں علماء متعہ اور حلالہ کی بحث سے فراغت نہیں پا رہے۔ اور کوے کی حلت و حرمت اور گھوڑے کی قربانی پر "بیش بہا" لٹریچر مرتب فرما رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کام اسلامی ریاست کے وجود میں آجانے کے بعد کرنے کا تھا وہ پہلے ہو رہا ہے اور جو کام پہلے کرنے تھا غالباً اسے اس وقت تک مؤخر کر دیا گیا ہے کہ جب وہ وقت آئے گا تو اس کام کی ضرورت ہی نہیں رہے گی جو کچھ سپین میں عیسائی مناظروں نے رنگ دکھایا اور جو کچھ بغداد کے مباحثوں نے حادثہ کرایا لگتا ہے ہم اسے بھول چکے ہیں حالانکہ اگر مناظرے کے موضوعات وہی ہونگے، تو یقیناً حادثات بھی ویسے ہی رونما ہونگے۔

رجال دین کی طرف سے فتوؤں کے فراخدلانہ اجراء نے بھی اس خلیج کو اور زیادہ گہرا اور وسیع کیا ہے جو اس وقت عوام اور علماء کے درمیان ہے۔ حالانکہ علماء سے بڑھ کر اس سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے کہ اسلام کا مزاج فتویٰ نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔ فروغ اسلام میں کسی دور میں بھی کسی مفتی کے فتوے نے کردار ادا نہیں کیا بلکہ صلحاء اور صوفیاء کے تقوے نے کردار ادا کیا ہے اس حقیقت کو جاننے کے باوجود علماء کرام اپنے "ذوق فتویٰ" پر قابو نہیں پا سکے۔

ہمارے نزدیک...... فتویٰ...... ایک ماہرانہ قانونی رائے کا نام ہے جس طرح عدالت زیر ساعت مقدمے اور تصفیہ طلب امور میں اٹارنی جنرل، ایڈووکیٹ جنرل یا کسی ماہر قانون یعنی وکیل سے رائے طلب کرتی ہے اسی طرح اسلامی ریاست میں علماء سے کسی مسئلہ میں رائے طلب کی جاتی تھی اور یہی رائے فتویٰ کہلاتی تھی۔ اور آج بھی فقہی و شرعی امور میں عدالتیں ان آراء اور فتووں کا بیحد احترام کرتی اور انہیں کے مطابق زیادہ تر فیصلے صادر کرتی ہیں۔

لیکن ہمارے ہاں فتووں کا زیادہ تر زور مسلکی مخالفین یا اور چھوٹے چھوٹے مسائل پر رہتا ہے۔ فلاں دائرہ اسلام سے خارج ہے، فلاں کا نکاح باطل ہو گیا ہے، فلاں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، فلاں واجب القتل ہے، فلاں کافر ہے وغیرہ۔

فتووں کی اس کثرت نے فتوے کا وقار اور بھرم مجروح کیا ہے۔ ڈرامے کے کسی سین پر فتویٰ، اخباری بیان پر فتویٰ، کسی مظاہرے پر فتویٰ، کسی فرضی نوعیت کے مسئلے پر فتویٰ، اس طرز عمل سے لوگوں کے اندر ایک خاص تاثر ابھرا ہے۔ جو بہر حال علماء کرام کے حق میں مثبت نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ باطل کی گرفت نہ کی جائے، لغویات کا نوٹس نہ لیا جائے، منکرات پر نہ ٹوکا جائے، یہ سب کچھ ہو لیکن تھوک کے حساب سے نہیں بلکہ ٹھونک بجا کر تاکہ الفاظ و حروف کا وزن باقی رہے......

آئے روز اخبارات میں علماء کرام کے فتوے درج ہوتے ہیں جو بہر حال اچھا تاثر نہیں چھوڑتے۔ ہم یہ جسارت تو نہیں کریں گے کہ علماء کے ایک دوسرے کے بارے میں فتووں کا ریکارڈ پیش کریں لیکن واقعہ یہ ہے کہ شاید ہی دوسرے مکتب فکر کا کوئی عالم بچا ہو جو کسی نہ کسی فتوے کی زد میں نہ آیا ہو۔ بریلوی حضرات کے دیوبندیوں کے خلاف، دیوبندیوں کے بریلویوں کے خلاف، مقلدین کے غیر مقلدین کیخلاف اور اہل حدیثوں کے حنفیوں کے خلاف، اور اسی طرح شیعہ حضرات کے اہل سنیوں کے بارے میں سخت فتوے، اور حضرات اہل سنت کے اہل تشیع کے خلاف سنگین فتوے، یہ سب کچھ کتابوں میں موجود ہے۔ اس سے ایک خاص فضا بنی ہے جس نے علماء کرام کے بارے میں دھند کو بڑھا دیا ہے اور پورا ماحول مکدر ہوا ہے"

(ماہنامہ الرشد لاہور۔ فروری ۱۹۹۷ء صفحہ ۲۶، ۲۷)

۔ کرتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر شب و روز
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

واقفین نو کی نگہداشت اور پرورش آئندہ صدی کے احمدیوں پر ایک عظیم احسان

اگر ہم سب اپنی آئندہ واقفین نسلوں کی نگہداشت کریں، ان کو بہترین واقف بنانے میں مل جل کر جماعتی لحاظ سے اور انفرادی لحاظ سے سعی کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے اوپر جماعت احمدیہ کی اس صدی کی نسلوں کا ایک ایسا احسان ہوگا جسے وہ ہمیشہ جذبہ تشکر اور دعاؤں کے ساتھ یاد کریں گے۔ (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، از خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔